SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 26, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

له مقالیدُ السموات والارض یبسط الرزق لمن یشآء ویقدر انه بکل شیء علیم- شرع لکم من الدین ماوصی به نوحآ والذی اوحینآ الیک وما وصینا به ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیمُوا الدین و لاتتفرقوافیه کبرعلی المشرکین ماتدعوھم الیه الله یجتبی الیه من یشآء ویھدی الیه من ینیب-

ترجمہ:- اسی کے قبضہ میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی- کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لئے چاہتا ہے) بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے- اس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لئے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے

ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا
ابرہیم موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ
ڈالنا اس میں بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ
انہیں بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور
ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔
(سورۃ شوریٰ، آیات ۱۲ تا ۱۳)

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

We will take up questions that have been deferred on Friday.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: I have a point of order, if you would specially allow me, I would really appreciate you.

Mr. Chairman: You will keep it very brief.

POINT OF ORDER RE: DISTRIBUTION OF ZAKAT FUND IN EARTHQUAKE AFFECTED AREAS

Senator Muhammad Azam Khan Swati:. Sir, one minute. Thank you very much Mr. Chairman. I met with Chairman *Zakat*, District Mansehra last night, Muhammad Riaz Khan, I was astonished that the Federal Government has converted all the special grants, which was spupposed to be given to different districts in Pakistan, have been converted towards the Presidential Fund which is just fine. I don't have any objection to that regard.

Mr. Chairman: This is the Zakat allocations.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: This is *Zakat*

Special Grant in the *Zakat* funds. My point of order is with regard to specially District Mansehra, the people of Mansehra suffering in order to, alliviate their sufferings, that Special Grant, specially for the earthquake affected areas of those districts need to be restored and should be ear marked to help the needy and the poor and the destitute in that area. I think, it would be a kind of sympathetic consideration on the part of Federal Government to help those people under those funds, through the Chairman *Zakat* of all those districts. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Note can be made and conveyd to the Government.

وسیم صاحب! جو زکوٰۃ کی allocation ہے جو districts affected ہیں، ان کو relief fund
کی طرح نہ دیا جائے they should be utilized. بجائے reroute ہو کر آنے کے they
can go straight. آپ اس سلسلے میں وسیم صاحب سے مل لیجیئے گا۔ We will check it
from our Secretariat side also.

Senator Muahmmad Azam Khan Swati: Thank you very much.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پہلے بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ وزیر مذہبی امور نے
President کے Fund میں زکوٰۃ سے پیسے دیئے ہیں، اس وقت بھی ہم نے یہ اعتراض کیا تھا
کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ زکوٰۃ فنڈ جو بھی ہے، اس کے اپنے مصارف متعین ہیں، اس کے قانون
کے تحت متعین ہیں اور اسلام کے تحت متعین ہیں، انہیں لازماً وہیں جانا چاہیے۔ ان کو اس طریقے
سے President کے Fund سے reroute کرنا، یہ شرعاً بھی اور عملی نقطہ نظر سے بڑی غلط چیز
ہے۔ اس کو seriously لینے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، ان غریبوں کو، لاچاروں کو جن کے مکان گر گئے ہیں، جو یتیم ہو گئے ہیں، جو بے بس ہیں، جن کے پاس کپڑا نہیں ہے، جن کے پاس کمبل نہیں ہیں، جن کے پاس tents نہیں ہیں۔ میرے خیال میں زکوٰۃ کا اور کیا بہتر مقصد ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، ان کا point ہے کہ directly دے دیں جو میں سمجھا ہوں۔

سینیٹر وسیم سجاد، یہ directly and indirectly کی بات نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ کیا President صاحب اپنی جیب میں ڈال لیں گے، یہ تو مقصد نہیں ہے۔ اصل چیز تو یہ ہے کہ اگر ان کو یہ محسوس ہو کہ اس کو کسی اور جگہ استعمال کیا گیا ہے یعنی زلزلہ زدگان کے لئے نہیں کیا گیا، کسی اور مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ہو تو پھر ان کا اعتراض جائز ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, please.

سینیٹر وسیم سجاد، لیکن یہ پیسے زلزلہ زدگان کے لئے جاتے ہیں، غریبوں کے لئے، یتیموں کے لئے، لاچاروں کے لئے جن کے مکان نہیں ہیں۔ اس وقت وہاں پر برف پڑی ہوئی ہے، وہاں پر ایک، ایک ٹینٹ کی ضرورت ہے، وہاں پر ایک، ایک کمبل کی ضرورت ہے، وہاں کھانے کی ضرورت ہے بلکہ بچوں کو rehabilitate کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے بیسیوں ایسے دیکھے جو ساری زندگی کے لئے لاچار ہو چکے ہیں، جن کو paralleljack بھی کہتے ہیں، ان کی spinal injuries ہیں، ان کے لئے ہے تو اگر یہ استعمال نہ ہوتے، اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں عرض کروں کہ یہ مسئلہ نہ جذباتی ہے نہ کسی فرد کی رائے کا ہے۔ وسیم سجاد میرے لئے بہت محترم بھائی ہیں، ان کی رائے کا میں احترام کرتا ہوں لیکن زکوٰۃ ایک شرعی حکم ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بات کرنے دیجئے۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب! سن لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ایک شرعی حکم ہے اور وہ ہر یتیم کے لئے نہیں ہے، ایک یتیم hungry بھی ہو سکتا ہے، ایک شخص کا مکان گرا ہے، اس کے پاس اور resources ہو سکتے ہیں، زکوٰۃ مسکین کے لئے ہے یعنی وہ شخص جو کسی calamity کی بناء پر اس قابل نہ رہا ہو کہ وہ اپنے آپ کو خود rehabilitate کر سکے۔ President Fund سے جو چیزیں جا رہی ہیں، ان میں ان اصولوں کو سامنے نہیں رکھا جاتا جبکہ زکوٰۃ فنڈ سے زکوٰۃ جہاں بھی دی جاتی ہے جو قرآن کے اندر آٹھ نکات lay down ہیں اور اس میں ہر ایک کا ضابطہ ہے اور اس کے اندر ایک اہم مسئلہ فقہ حنفی جیسے تبلیغ کا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ محض آپ کسی فرد کو نہیں دے سکتے ہیں بلکہ مستحق کو دینی چاہیے اور اس کی ملکیت مستحق کو transfer ہونی چاہیے۔ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں جیسے آپ کھڑے ہو کر فرما دیں۔ یہ اصولی چیز ہے اس کا اس طرح خیال کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: We will take it up with the Ministry.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب! ایک منٹ۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس وقت زیادہ بحث میں نہ جائیں آگے چلتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، بنیادی طور پر اگر یہ مسودہ قانون کو دیکھیں، اس زکوٰۃ آرڈیننس کو دیکھیں تو ان کو محسوس ہو گا کہ یہ وہ زکوٰۃ نہیں ہے جو خدا اور رسول صلعم نے کہا تھا۔ یہ ضیاء کاٹ ہے، اس میں سود کے پیسے سے پیسے کاٹ لئے جاتے ہیں اور ہر سال کے end میں اس کو بنا دیا جاتا ہے اور یہ figure اربوں میں آ جاتی ہے۔ اس کے لئے ایک خاص لفظ "مستحق" ہے۔ اگر کوئی مستحق define ہو جائے تو جیسے Leader of the House نے کہا ہے اور یہ rightly کہا ہے کہ مستحق کے معنی ہیں جس کا استحقاق بنے جو ان پیسوں کا حق دار ہو اور اس سے زیادہ حق دار کون ہو سکتا ہے جس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہوں، شہید ہو چکے ہوں، جو بے بس ہیں، جو معذور ہے، جس کو ضرورت ہے۔ مستحق کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس

کو ضرورت ہے۔ اگر وہ اس حوالے سے دیکھیں تو انہیں یہ معلوم ہو جائے گا۔ پروفیسر صاحب تو بہت پڑھے لکھے آدمی ہیں، مستحق کے معنی جانتے ہیں، یعنی deserving case اور deserving یا مستحق کی definition دیکھ لیں جو زکوٰۃ و عشر آرڈیننس میں دی گئی ہے تو یہ متاثرین زلزلہ مستحق ہیں۔ چاہے یہ آزاد کشمیر سے تعلق رکھتے ہوں یا صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے ہوں۔

(مداخلت)

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیئے۔ انہوں نے ایک point raise کیا ہے اور اب we would refer it to the Ministry. Now, let us go with the Question's Hour.

آپ تشریف رکھیں۔ جناب حمید اللہ جان آفریدی .Answer taken as read

***Mr. Hameed Ullah Jan Afridi:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.05 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the name of the contractor who awarded contract for installation of cat eyes on M-1 from Islamabad to Burhan;

(b) the number of cat eyes which were to be installed according to the contract and number of the same actually installed there;

(c) the amount paid to the contractor for the said work?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) M/s Pakistan Motorway Contractors JV (PMC)

(b)	Cateyes as per original Contract	:	500 Nos.
	Cateyes as per Revised Contract	:	12,000 Nos.
	Cateyes actually installed	:	11,172 Nos.
(c)	Cost of installation	:	Rs. 2,409,354/-

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، وزیر صاحب ہمارے بھائی اور بزرگ ہیں، میں ان کے جواب کو غلط نہیں کہوں گا لیکن اتنا کہوں گا کہ انہیں جو information دی گئی ہے it is not correct. اگر آپ کو کبھی اتفاق ہو اور آپ M-1 پر اسلام آباد سے towards برہان جائیں تو اس میں پورے کا پورا ایک cat-eyes کا track غائب ہے اور مجھے یقین ہے کہ contractor نے اس کی payment لازماً لی ہوگی ورنہ وہ اپنا کام ہی آگے نہیں چلاتے ہیں۔ میری request یہ ہے کہ چونکہ میں اس جواب سے بالکل satisfied نہیں ہوں اس لئے آپ کی اجازت سے اگر دو ممبروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ physically اسے جا کر check کرے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ میری وزیر صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ اگر انہیں اعتراض نہ ہو تو دو ممبروں کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور بے شک اس میں تیسرے ممبر وزیر صاحب خود بھی ہو سکتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اس مسئلے کو دیکھنا چاہئیے کیونکہ اس میں گڑبڑ ہے۔

جناب چیئرمین، صدیقی صاحب۔

جناب محمد شمیم صدیقی (وفاقی وزیر مواصلات)، جناب والا! مجھے جس طرح brief کیا گیا ہے، وہ میں نے بتایا ہے کیونکہ میرا وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہاں جا کر اس چیز کی نشاندہی کی جائے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، آپ چاہتے ہیں کہ پہلے ممبر جائیں یا یہ چاہتے ہیں کہ پہلے آپ خود ہی اپنے محکمے سے check کروالیں کہ اگر ایسی بات ہے تو وہ check کرکے آپ کو بتا سکتے ہیں۔

جناب محمد شمیم صدیقی، مجھے آج ہی انہوں نے briefing دی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ 12ہزار میں سے گیارہ ہزار کے قریب cat-eyes لگ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ ایک stretch کی بات کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کل ہے یا ابھی کچھ areas رہتے ہیں, I think ان کا یہ point ہے۔ حمید اللہ صاحب! یہی point ہے؟

جناب محمد شمیم صدیقی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو quantity mention کی گئی ہے' اتنی quantity وہاں fix نہیں کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ ان کا point کچھ stretch پر ہے کہ یہ missing ہیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، اسلام آباد سے برہان والا stretch ہے' اس میں پوری کی پوری ایک row غائب ہے۔ یہاں پر وہ کہہ رہے ہیں کہ cat-eyes لگ چکی ہیں لیکن حقیقت میں وہ لگی نہیں ہیں۔ اس لئے اگر سینیٹ کے دو ممبران کی ایک کمیٹی بنائی جائے' بے شک وزیر صاحب بھی اس میں شامل ہو جائیں اور وہاں جا کر دیکھیں تو موقع پر اس چیز کا پتا چل جائے گا کیونکہ مجھے اس میں گڑ بڑ نظر آتی ہے۔ This is a very important issue. ایک تو Frontier Motorways کے ساتھ اتنا سوتیلا پن بھی نہ ہو کہ اسے ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ یہ صحیح لگتی ہی نہیں ہے کیونکہ جتنی بنی ہے' اسے تو کم ازکم complete ہونا چاہئیے تھا۔ صرف دو ممبروں کی کمیٹی بنا دیں۔ It is matter of only one hour. یہ tour ہو جائے گا اور وہاں جا کر اسے check کرلیں گے۔

جناب محمد شمیم صدیقی، یہ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ کوئی بھی دن fix کرلیں اور اس میں کسی بھی ایک اور سینیٹر کو شامل کر لیں جو اس علاقے سے تعلق رکھتے ہوں' میں ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین، میں پہلے خورشید صاحب کو سن لوں ۔ میں پھر nominate کرتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں اس معاملے میں کوئی expert تو نہیں ہوں لیکن میں نے ابھی جو calculate کیا ہے' اس کے مطابق ایک cat-eye پر بائیس ہزار روپے سے زیادہ خرچ آ رہا ہے۔ آیا cat-eye کوئی اتنی قیمتی چیز ہے؟ مجھے اس کا اندازہ نہیں ہے لیکن اسے check کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر بائیس ہزار سے زیادہ ایک cat-eye پر خرچ آ رہا ہے تو is it justified?

جناب محمد شمیم صدیقی، اگر یہ divide کریں گے تو 218 روپے کی ایک cat-eye پڑتی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ جو آپ نے figure دی ہے۔

جناب محمد شمیم صدیقی، جی ہاں۔ یہ figures آپ ۱۱ ہزار سے divide کر لیں۔

خورشید صاحب! ٹھیک ہے۔ ۲۲ ہزار نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! یہ رقم غلط quote ہوئی ہے۔ یہ بڑا expensive item ہے۔ Imported cat eyes لگتی ہیں۔ یہ رقم جو لکھی گئی ہے اس میں بھی گڑبڑ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جواب صحیح نہیں آیا ہے۔ تو لہذا کمیٹی اس مسئلے کو حل کرے گی۔ Price کا بھی پتا چل جائے گا اور quantity کا بھی پتا چل جائے گا۔

جناب چیئرمین، کونسی کمیٹی؟ اگر یہ Communications کی ہے تو پھر آغا صاحب کو کہتے ہیں کہ وہ اس کو دیکھ لیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! آغا صاحب کو کہہ دیں۔ Communications Committee کے حوالے کر دیں۔ بے شک وہ دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، جناب چیئرمین! Communications Committee کو refer کر دیں۔ کمیٹی پھر جائزہ لے گی۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب! آپ پھر اس کو دیکھ لیں۔ آپ کی کمیٹی دیکھ لے کہ quantity کیا ہے اور قیمت بھی صحیح ہے کہ نہیں۔ پروفیسر خورشید صاحب کا بھی یہی point ہے۔ حمید اللہ صاحب! وہ آپ co-ordinate کر لیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman: Agha sahib, we refer it to the Standing Committee.

(The matter was referred to the Standing Committee on Communications)

Mr. Chairman: Question No. 2, Dr. Abdullah Riar. Answer taken as read.

2. ***Dr. Abdullah Riar:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.06 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state whether the higher education commission has allocated any amount of funds to HEJ, Karachi (Centre of Excellence of Chemistry), if so, the amount transferred to that institute by HEC during the last five years with year-wise break up?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: The following year-wise grants (Development and Recurring) have been released to HEJ Research Institute of Chemistry, University of Karachi during the last five years:—

(Rs. in million)

Year	Development	Recurring
2000-01	031.00	030.350
2001-02	044.876	036.420
2002-03	655.255	044.432
2003-04	129.300	067.537
2004-05	135.761	088.864
Total:	996.192	267.603

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Dr. Abdullah Riar: Mr. Chairman, I have a supplementary. Sir, my question was: "the funding for Institute for research in Karachi HEJ and the money transferred to HEJ from HEC. Sir,

جو جواب آیا ہے اس میں اگر دیکھیں تو گزشتہ ۵ سال میں

effective 2001-2002, almost a billion rupees have been provided for HEJ. On the other side if you see the recurring expense that has practically tripled for that institute. The purpose of question was: "the Chairman HEC himself headed or was part of or still is part of, I am not clear, I would need that clarification from the honourable Minister and the sequence of this funding from one institute to the other, I am just concerned that could there be some conflict of interest, if there is any, honourable Minister would like to shed some light on that? Sir, there are so many research institutes in the country, we yet have to see any breath-taking research outcomes but this is an enormous funding going to one particular favourite institute. That was the issue that I would need the explanation from the honourable Minister.

Mr. Chairman: Minister sahib.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf (Federal Minister for Education): Sir, the Member is right in the sense that Chairman HEC was the head of HEJ. He is currently on the Board of Governors of HEJ, that is the simple answer. But as far as funding for the research is concerned, we have got the figures. What have been the results that he

has asked, I would not know because basically it relates to HEC and if another question is asked then we could ask as to with this one billion rupees what results have been produced.

Mr. Chairman: It is a separate question because the answer covers the question as it is worded.

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب! اگر منسٹر صاحب answer نہیں دے سکتے تو

HEC Chairman is also Adviser to the Prime Minister and he should be responding to the queries raised for the HEC. We would have gotten quite a comprehensive and an analytical reply to it and I would like to hear what.....

Mr. Chairman: Niazi Sahib has a comment on that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! معزز رکن نے صحیح کہا ہے اور آئندہ

جو بھی ایسا question آئے he is Adviser to the Prime Minister, یہ

constitutional عہدہ ہے، he must come and he should answer his own question. He can sit, he can talk, he can participate the only thing is that he can not vote. He is bound to come to the House.

Mr. Chairman: Then why it is not being done?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He is not coming, he has not been asked to come, neither he comes.

Mr. Chairman: But who is to ask him?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That question will be directed to him, he must come and answer his question himself.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, since the Senate

Secretariat sent the question to our Ministry so we have written to HEC and gotten the reply. If the Senate Secretariat refers in future the questions relating to HEC, to him then he should come and report.

Mr. Chairman: You are right but I think we were told at some stage that the Education Ministry but let me check up you have made a point.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Now he has become Adviser, he can enter the House.

Mr. Chairman: Now HEC is no longer under the Ministry, it is an independent body, am I.....

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Independent.

Mr. Chairman: And reporting directly to the Prime Minister?

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Yes sir, he has nothing to do with the Ministry, he has the status of Federal Minister and now he is also Adviser to the Prime Minister.

Mr. Chairman: Ok, then you have a point, I think we should Raja Sahib adjust that.

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، منسٹر صاحب نے COMSTECH کا another addendum part تھا میرے question کا، جس کو منسٹر صاحب گول کر گئے، ایک دوسرے پر ڈال رہے ہیں، they should give us a clear answer. نہیں جناب! COMSTECH institute کی ساری details پوچھی گئی تھی، منسٹر صاحب نے اس کا جواب ہی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین، COMSTECH کا تعلق پاکستان گورنمنٹ سے تھا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ایڈوائزر صاحب، عطاالرحمٰن صاحب کے نام پر بھیجیں

یا یہ portion defer کر دیں، پھر انہیں بھیجیں اور وہ خود یہاں آ کر reply دیں۔

جناب چیئرمین، COMSTECH کا ادہر تو نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب! یہ question defer کروائیں اور Adviser صاحب کو کہیں کہ آ کر on the floor reply on this issue, دیں because it is a very vital issue.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, I would like to apprise you that the honourable Member is right, there was a question on COMSTECH. We sent it to COMSTECH and they refuse to give the answer and they said we are not under your Ministry so, what we have now done is we have written to the Senate Secretariat to send that part of the question to Ministry of Science and Technology because Ministry of Science and Technology is the dealing Ministry with COMSTECH. Since that organization is responsible for science and technology. So, we have suggested that Senate should address it to Ministry of Science and Technology. So, that they can get reply from them.

Mr. Chairman: You want to defer this question.

Senator Dr. Abdullah Riar: You can get the honourable Minister or Advisor incharge of this affair....

جناب چیئرمین، اس کا جواب تو آ گیا ہے۔ باقی جو COMSTECH کا ہے اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں کیا ہے but this answer has already come.

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب! Advisor Sahib آئیں تو وہ دوسرے سوالات کا جواب دے سکیں۔

جناب چیئرمین، ظفر صاحب! آپ کا کوئی point تھا؟ خواجہ صاحب ایس ایم ظفر

I have already got three question. صاحب کے بعد

Senator S. M. Zafar: Yes sir, besides funding the HEJ or the fund is being given also to any other similar excellence, organization like Centre of excellence on Molecular Biology and Centre of Excellence in Geology and if so, what amounts are being given to them?

Mr. Chairman: I think this will...

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, I can answer that yes funds are granted to other centres of excellence. What the quantity is, may be it is not as high as this but the exact reply would be available from HEC. So either the question is given to us and we can write to them or let it be sent to HEC as you have now directed and let the Adviser come and give answer.

Mr. Chairman: I think the detailes are required which may not be available readily. Mr. Akbar Khawaja, the last supplementary.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman! if honourable Minister could respond whether these grants to HEJ were reviewed by Planning Division or not and the disbursement was made through Planning Division, whatever the procedure is for other grants.

Mr. Chairman: Thank you, I think again it is probably....

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: This also relates to HEC but although there is some flexibility available to Chairman HEC. Ultimately all the funding has to be approved by the Planning Commission.

Mr. Chairman: We will go on to the next

تین سپلیمنٹری ہو گئے ہیں

because rules have been strictly adhered to, we will go on to question No. 4 Dr. Muhammad Ali Brohi, anyone on his behalf? Mr. Sana Ullah Baloch on his behalf. Answer taken as read.

Q.No.4

4. ***Dr. Muhammad Ali Brohi:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.07 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) *the names and locations of the national highways in the country which have been affected by flood and rain in February, 2005; and*

(b) *the names and locations of those highways which have been repaired indicating also the amount spent on these repairs?*

Mr. Muhammad Shamim Sidiqui: (a) Detailed description of recent rain damages with repair/restoration status is at Annex "A".

(b) Immediate repairs have been carried out through emergency measures at a cost of around Rs. 50 Million. However, it is estimated that a further expenditure of Rs. 437 Million will be required to be incurred on repair/restoration of rain damages, as explained below:—

Region	*Amount*	
Punjab	108	
Sindh	05	
NWFP	85	
Balochistan	189	
Northern Areas	50	
Total:	**437**	(Rs. in Million)

Annex-A

LATEST POSITION OF ROADS CLEARANCE DAMAGED DUE TO RAINS / SNOWFALL

(National Highway Network)

S/No.	Location / Section			To be Cleared	Cleared	Status / Remarks
	Route	From	To	(Km)	(Km)	
NWFP						
1	N-5	1717 (Jamrud)	1755 (Torkham)	38	38	Hill slip occurred in 38 Km have been completely cleared
2	N-45	172 (Sahib Abad)	173 (Sahib Abad)	1	1	Sheet flow movement of water damaged the road. Road restored for temporary movement of traffic
3	N-45	190 (Choukitan)	191 (Choukitan)	1	1	Hill slips 100% cleared using F.E. Loader and tractor trollies
4	N-45	256 (Darosh)	308 (Chitral)	52	52	Landslide cleared using D-7 type Dozer. However, Lowari Top (Km 222) is blocked due to Snow
5	N-50	0 (D.I.Khan)	124 (Mughal Kot)	124		Landsliding occurred in hilly area. Rain has also damaged the carriageway portion. Road section is however completely opened to traffic
6	N-55	860 (Ramak)	861 (Ramak)	1	1	Causeway effected due to overflow of flood water has been restored and repaired
7	N-55	868 (Ramak)	934 (D.I.Khan)	66	66	Rain cuts developed in shoulders restored using F.E. Loader, Grader, tractor trollies
8	N-55	950 (Yarak)	996 (Pezu)	46	46	Hillslips cleared and road restored for traffic 100%
9	N-55	1003 (Titter Khel)	1100 (Latambar)	97	97	Hillslips cleared and road restored for traffic 100%
10	N-55	1032 (Sarain Gambila)	1033 (Sarai Gambila)	1	1	Grouted Rip Rap has been restored in causeway taining works
11	N-55	1114 (Bahadur Khel)	1115 (Bahadur Khel)	1	1	Minor hillslips cleared 100%
12	N-55	1116 (Bahadur Khel)	1120 (Kurram Muhammad)	4	4	Road restored for traffic 100%
13	N-55	1140 (Jala Ismail Khel)	1143 (Jala Ismail Khel)	3	3	Minor hillslips cleared 100%

PUNJAB						
1	N-5	1564 (Sangjani)		1	1	Damaged road portion cleared Construction of retaining wall in progress Traffic restored
2	N-5	1268 (Shahdara)	1410 (Kharian)	142	142	All potholes filled and traffic restored
3	N-5	1102 (Sahiwal)		1	1	Road damages restored and traffic moving smoothly
4	N-5	608 (Kot Sabzal)	679 (Sheikh Wahan)	71	30	Brick edge shoulders damaged, 30 Km restored, work on 41 Km in progress
5	N-5	660 (Rahim Yar Khan)	670 (Sheikh Wahan)	10	10	Cracked and settled portion restored 100%.
6	N-5	635 (Sadiqabad)	639 (Sadiqabad)	4	2	Road section developed potholes have been repaired and restored for traffic
7	N-55	712 (D.G Khan)	725 (D.G Khan)	13	13	Rain cuts and patches repaired 100%
8	N-55	781 (Taunsa)	782 (Taunsa)	1	1	Causeway effected due to overflow of flood water has been restored and repaired
9	N-75	9 (Bhara Kohu)	12 (Bhara Kohu)	3	3.	Landslide cleared using tractor trollies
BALOCHISTAN						
1	N-10	120 (Aghore)		1	1	Bridge has been breached (75 mtr length). FWO working
2	N-10	121 (Aghore)	243 (Ormara)	122	122	Mud and debris cleared 122 Km length, traffic restored
3	N-10	243 (Ormara)	395 (Pasni)	152	120	Road is open to traffic through diversions at damaged locations
4	N-10	395 (Pasni)	520 (Gawadar)	125	125	Mud and debris cleared in 125 Km length, traffic restored
5	N-25	170 (Bela)		70 meter	70 meter	Approach of Purali bridge is in danger. Sandbags are placed to protect
6	N-25	191 (Koraro)		90 meter	90 meter	Bridge approach restored temporarily and traffic is plying.
7	N-25	222 (Sangari)	283 (Bakhalo)	61	23	Potholes and rain cuts restored in 23 Km, whereas work on 38 Km in progress

8	N-25	800 (Khojak)	810 (Chaman)	10	10	Road section in Khojak Pass has been restored 100%
9	N-40	30 (Shaikh wasil)	32 (Shaikh Wasil)	2	2	Landslide cleared 100% using F.E. Loader and tractor trollies
10	N-40	113 (Nushki)	173 (Padag)	60	60	Debris piled on road cleared 100%, damaged embankments restored. Road cleared of potholes
11	N-50	51 (Khanozai)	96 (Muslim Bagh)	45	45	Heavy snowfall cleared 100%. Minor repair work is in progress
12	N-50	386 (Dhanasar)	395 (Dhanasar)	9	1	Heavy rock slide cleared in 1 Km, whereas work on 8 Km in progress using D-7 Dozer and Excavator
13	N-65	325 (Machh)	348 (Kolpur)	23	23	Road embankment restored 100% using Excavator and tractor trollies
NORTHERN AREAS						
1	N-15	0 (Mansehra)	97 (Kaghan)	97	97	Landslides cleared at different locations and traffic restored
2	N-15	97 (Kaghan)	125 (Naran)	28	4	Avalanches and land slides restored in 4 Km. Work on 24 Km in progress D-7 & D-6 type dozers working
3	N-35	55 (Havelian)		300 meter	300 meter	Diversion to underconstruction Ayub bridge has been restored 100% and temporary bunds provided
4	N-35	140 (Battal)	150 (Sharkool)	10	10	Landslides 100% using D-6 type Dozers and F.E. Loaders
5	N-35	161 (Batagram)	164 (Daut)	3	3	Heavy landslide cleared 100% using D-7 type Dozer
6	N-35	164 (Daut)	190 (Thakot)	26	26	Landslides cleared 100% using D-6, D-7 Dozers and F E Loader
7	N-35	274 (Pattan)	275 (Pattan)	1	1	Landslide cleared 100% using D-6 type Dozer
8	N-35	325 (Sazin)	327 (Sazin)	2	-	Work on landslide in progress, temporary diversion cleared for traffic movement
9	N-35	0 (Hassanabdal)	720 (Sust)			N-35 (KKH) is open for all kind of traffic from Hassanabdal to Sust

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ ۔ جناب چیئرمین! میں محترم شمیم صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر کافی طویل تفصیل دی گئی ہے اور کوئی estimates 437 millions کے قریب لگائے گئے ہیں ۔ جس میں بلوچستان کے لئے 189 millions estimate بھی شامل ہے۔

جناب! ایک تو یہ ہے کہ صوبائی حکومت خصوصی طور پر کافی تخمینہ جات مرکزی حکومت کو اور این ایچ اے کو اپنی سڑکوں کی تعمیر، مرمت اور کشادگی کے لئے بھیجتی ہے۔ اسلام آباد میں ان تخمینہ جات یا منصوبوں پر عمل ہوتا ہے جن صوبوں کی یہاں اکثریت ہے جن صوبوں کے یہاں لوگ پائے جاتے ہیں۔ یہ محرومی بالخصوص محسوس کی گئی ہے۔ بلوچستان میں کوئی 36% Roads exist NHA کے کرتے ہیں لیکن بلوچستان میں NHA کی سڑکوں کی صورت حال قرون وسطیٰ کی سڑکوں سے بھی ابتر ہے تو کیا یہ جو estimates بھیجے گئے ہیں یا جو proposal already in place ہیں ان پر کوئی عملدر آمد ہو گا؟

جناب چیئرمین، بلوچستان کی سڑکوں کی مرمت پر کتنا خرچ ہو گا؟

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ ،جناب والا! میں ذرا وضاحت کر دوں۔ فیڈرل گورنمنٹ کو کافی estimatesصوبائی حکومت کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں NHA کو، بالخصوص بلوچستان میں سڑکوں کی کشادگی، مرمت اور ان کی دیکھ بھال کے حوالے سے لیکن کسی بھی estimate پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ 189 million کے estimates جو بلوچستان نے بھیجے ہیں ان میں سے آپ بلوچستان کو کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے سلسلے میں فراہم کریں گے۔

جناب محمد شمیم صدیقی ، جناب چیئرمین ! 189 million rupees کی پوری کی پوری amount بلوچستان کے لیے استعمال ہو گی ۔

جناب چیئرمین، ان کو یہ شک ہے کہ سڑکوں کی حالت خستہ ہے allocation and planning ہوتی ہے لیکن implementation نہیں ہوتی ۔

جناب محمد شمیم صدیقی، جناب یہ implementation ہو گی ۔

جناب چیئرمین، ثناء اللہ بلوچ صاحب اگر implementation نہ ہوتو پھر آپ یہ مسئلہ raise کریں۔ ایاز خان مندوخیل۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، جناب والا! انہوں نے ابھی موٹر وے پولیس کی وردیوں کے سلسلے میں ایک advertisement کی تھی، اس میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جو highest tender آیا ہے ان کو contract دیا گیا ہے اور جو lowest آیا ہے ان کو نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین، یہ question repairs کا ہے ۔ یہ سوال اس سے تو پیدا نہیں ہوتا البتہ اس مسئلے کے بارے میں آپ دوسرا سوال پوچھ لیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ان کے پاس جواب نہ ہو۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، اس کو کمیٹی کو بھیج دیں۔

جنابَ چیئرمین، سوال پوچھیں، اگر صحیح جواب نہ آیا تو پھر کمیٹی کو دے دیں گے ابھی تو سوال دوسرا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کامل آغا صاحب کو خط لکھ دیں، وہ اس کو دیکھ لیں گے۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین، سوال نمبر ۵، جناب ثناء اللہ بلوچ .Answer taken as read

5. ***Mr. Sanaullah Baloch:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.09 p.m.)

Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state:

(a) the amount distributed from the Bait-ul-Maal to Islamabad, AJK, Northern Areas and the provinces from 2001 to 2004 with year-wise break up; and

(b) the formula and ratio under which the said amount is released to the provinces and other areas?

Mrs. Zobaida Jalal: (a) Pakistan Bait-ul-Mal (PMB) provides financial assistance to deserving persons through its following schemes:—

(a) Food Support Program (FSP)

(b) Individual Financial Assistance (IFA)

(a) **Food Support Program (FSP)**

An amount of Rs. 7,269,464 (m) has been disbursed in Islamabad, AJK, Northern Areas and provinces from 2001 to 2004 under Food Support Programme (FSP). Year-wise break-up of which is as under:—

No.	Provinces	2001-2002		2002-2003		2003-2004		Total	
		No.	Rs. (m)	No.	Rs. (m)	No.	Rs. (m)	No.	Rs. (m)
1.	Punjab	644000	1089.736	644000	1127.017	644000	1427.978	644000	3644.731
2.	Sindh	268000	478.909	268000	465.815	268000	629.205	268000	1573.929
3.	NWFP	226000	455.506	226000	430.490	226000	498.646	226000	1384.642
4.	Balochistan	47000	90.950	47000	89.633	47000	98.389	47000	278.972
5.	Islamabad	3000	5.327	3000	5.681	3000	7.018	3000	18.026
6.	AJK	48000	86.041	48000	91.780	48000	113.277	48000	291.098
7.	N. Areas	14000	24.729	14000	24.131	14000	29.206	14000	78.066
	Grand Total:	1250000	2231.193	1250000	2234.547	1250000	2803.719	1250000	7269.464

(b) **Individual Financial Assistance (IFA)**

An amount of Rs. 385.657 (m) has been disbursed in Islamabad, AJK, Northern Areas and provinces from 2001 to 2004 under IFA. Year-wise break-up of which is as under:—

No.	Provinces	2001-2002		2002-2003		2003-2004		Total	
		No.	Rs.	No.	Rs.	No.	Rs.	No.	Rs.
1.	Punjab	2615	23601745	5853	68212761	9126	128801919	17594	220616425
2.	Sindh	1039	3105097	3784	21973436	6108	30599963	10931	55678496
3.	NWFP	1044	4545905	2138	19843790	2055	33345324	5237	57735019
4.	Balochistan	830	2337734	1668	6587756	2195	9400423	4693	18325913
5.	Islamabad	423	1766756	1435	11676405	1746	19858149	3604	33301310
	Grand Total:	5951	35357237	14876	128294148	21230	222005778	42059	385657163

(b) **The formula for allocation of funds to provinces under FSP and IFA is as under:—**

(a) **Food Support Program**

	Province/Region FSP (%age)
Punjab	51.50
Sindh	21.44
NWFP	18.08
Balochistan	3.76
Islamabad	0.24
AJK	3.92
N. Areas	1.04
Total:	100

(b) **Individual Financial Assistance**

	Province/Region IFA (%age)
Punjab	50
Sindh	23
NWFP	13
Balochistan	7
Islamabad, AJK & N. Areas	7
Total :	100

Mr. Chairman: Any supplementary question? Mr. Sana Baloch.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا زکوٰۃ اور بیت المال کے حوالے سے ایک بار پہلے بھی میں نے یہاں سوال پوچھا تھا اور محترم وزیر صاحب نے جواب دیا تھا کہ زکوٰۃ اور بیت المال کے پیسے بھی پاکستان میں آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد اور دوسرے علماء تشریف فرما ہیں، زکوٰۃ، خیرات، عطیات آبادی کی بنیاد پر نہیں بلکہ مستحقین کو یا ان لوگوں کو جو غربت، قحط سالی، پسماندگی کا شکار ہیں دیئے جاتے ہیں۔ اب تو بڑا scientific دور ہے human development indicators سارے صوبوں کے ہیں اور بلوچستان سب سے پسماندہ ترین صوبہ ہے۔ بلوچستان کو اس کی آبادی کے مطابق 2000-2001, 2001-2002, 2002-2003, 2003-2004 کے سارے estimates 7,269 million میں سے صرف 291 million بیت المال سے رقم ملی ہے۔ محترمہ وزیر صاحبہ کا تعلق بلوچستان سے ہے، میں صرف اتنا سوال کروں گا، یہ آئین میرے سامنے ہے preamble ہے page No.1 ہے "wherein the principle of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice by Islam shall be fully observed" تو اب اس میں سے کسی بھی چیز کو یعنی democracy, social justice, مساوات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا تو آیا زکوٰۃ کی تقسیم مستقبل قریب میں مستحقین کو پسماندگی، غربت کی بنیاد پر ہوگی یا اس میں آبادی کا فارمولا سرفہرست رہے گا۔

بیگم زبیدہ جلال (وفاقی وزیر برائے خصوصی تعلیم و سماجی بہبود)، جناب چیئرمین! ثناء اللہ بلوچ نے as usual بہت لمبا سوال کیا لیکن میں بہت مختصر جواب دوں گی۔ جو زکوٰۃ کے حوالے سے بات ہے وہ Ministry of Religious Affairs کے متعلق ہے جیسے کہ ڈاکٹر شیر افگن خان نے mention کیا کہ مستحق اور individual to individual basis پر دی جاتی ہے جیسے کہ میں زکوٰۃ کے حوالے سے سمجھتی ہوں۔ لیکن جہاں تک پاکستان بیت المال کا تعلق ہے that is Government of Pakistan's fund جو annually ملتے ہیں as PSDP میں and they are for all kinds of support یا غریبوں کے لیے جسے ہم social safety nets کہتے ہیں۔ اس میں کوئی مخصوص غریب نہیں آتا جیسے کہ زکوٰۃ میں ہوتا ہے and the

Food Support Programme, I would like to say انہوں نے دو categories کے پوچھے تھے Food Support Programme اور individual financial assistance کے حوالے سے تو Food Support Programmes کے تحت جن districts میں تقسیم کیا جا رہا ہے وہ 29 districts ہیں all over Pakistan اور وہ indicators ہم نے to the Pakistan Poverty Reduction Strategy Paper کے تحت PRSP میں human development کے جو indicators تھے وہاں سے یہ لیے گئے ہیں اور ان 29 districts میں یہ خرچ کیے جا رہے ہیں۔ اس میں جتنے بھی poorest of the poor districts بلوچستان میں آتے ہیں ان کو مل رہا ہے۔ اسی طرح individual financial assistance کے بارے میں ہے اور census کے مطابق جو percentage بلوچستان کی بنتی ہے وہ بلوچستان کو مل رہی ہے تو it is in two different ways that is both the categories are being dealt with.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ. جناب! میرے صوبے کے لیے جہاں تک زکوٰۃ اور عطیات کا مسئلہ ہے میں اس کا مطالبہ نہیں کرتا۔ میں صرف یہ record پر لانا چاہتا ہوں کہ آپ بتا دیں کہ آبادی کی بنیاد پر، census record کی بنیاد پر -----

جناب چیئرمین، انہوں نے policy کے اوپر کہا ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ. صرف اتنا بتا دیں، میرے صوبے کے لوگوں کی تسلی ہو جائے گی۔

بیگم زبیدہ جلال، میں کہوں گی کہ میرے صوبے کو ضرورت ہے زکوٰۃ اور پاکستان بیت المال کی۔ شاید جس district سے وہ belong کرتے ہیں اس کو ضرورت نہ ہو لیکن جن districts میں باقی بلوچستانی ہیں ان کو اس چیز کی ضرورت ہے۔ وہاں پر بہت غریب لوگ ہیں۔ On the other hand I would say sir, کہ جو policy ہے اس کو ہی ہم future میں implement کرتے رہیں گے۔ اگر کبھی ایسا وقت آیا کہ کچھ اور نظرثانی Constitution کے حوالے سے یا کسی اور policy کے تحت ہوئی that I can't say but now we are following the same procedure.

جناب چیئرمین، جو آپ کی تجاویز ہیں you can also write about it.

سینیٹر کامل علی آغا، ثناء اللہ بلوچ صاحب کہتے ہیں کہ میرے صوبے میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں پروفیسر خورشید صاحب کو definition یاد نہیں آتی کہ کن لوگوں کو ضرورت ہے اور کن کو نہیں ہے؟ یہ definition تو شریعت کی ہے، یہ ثناء اللہ نے تو نہیں کرنی، ان کی بغل میں بیٹھ کر شریعت کو وہ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، جناب حمید اللہ جان آفریدی۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، میرا honourable Minister صاحبہ سے سوال یہ تھا۔۔۔ پالیسی کا تو ٹھیک ہے انہوں نے بتا دیا اور ہمیں پتا چل گیا ہے لیکن آیا یہ Food Support Programme اور Individual Financial Assistance اگر پورے پاکستان کو Northern Areas, Islamabad and all Provinces کو دی جا رہی ہے تو کیا FATA اس ملک کا حصہ نہیں ہے؟ مطلب یہ ہے کہ کیا ان کو یہ ملنا منع ہے یا کیا وجہ ہے؟

Mrs. Zubaida Jalal: My answer to honourable colleague is this that FATA is very much going to be part of this support system

کیونکہ ہم نے بیت المال کے already areas agencies کے offices میں ان کی بنیادیں رکھی ہیں اور لوگ recruit ہو رہے ہیں اور FATA is going to be very much part of this whole system انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین، جی حمید اللہ۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، ان کے جو offices set ہو رہے ہیں وہ provincial Government کے Directorate کے under ہیں، FATA کی زکوٰۃ صوبے میں distribute ہو رہی ہے۔ Agencies میں نہ ان کے offices ابھی تک set ہوئے ہیں نہ اس پر کوئی کام ہو رہا ہے۔ ہماری یہی گزارش ہے کہ اگر پہلے نہیں بھی تھا تو اگر اب under consideration ہے تو ان کے offices immediately FATA میں بنائے جائیں اور جو ہمارے Agencies' offices ہیں اس میں یا Government کا political representative

agent بیٹھتا ہے' اس میں ہماری Agencies' Councils باقاعدہ وجود میں آ چکی ہیں'
elections کے through آئے ہیں' وہ ہمارے پاس ایک body ہے لہذا immediately ہمیں
اگر یہ assurance مل جائے کہ provincial Government سے اس کو ہٹا کر immediately
FATA کو دی جائے تو لوگوں کو اس طرح ملنی مناسب ہو گی۔ ابھی جو ہم لوگوں کو سن رہے
ہیں اور دیکھ رہے ہیں وہ provincial Government والی consideration ان کو نہیں دی جا
رہی ہے اور لوگوں کو بھی یہ لینے کے لیے Government offices میں پھرنا ایک مسئلہ ہے۔
اگر مہربانی کر کے وزیر صاحب اس پر کچھ کریں اور immediately وہ FATA کے
concerned offices میں shift ہو جائے تو لوگوں کے لیے تھوڑی سہولت ہو جائے گی۔
شکریہ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین ! it is very important issue. اس
کے لیے paper lay کرنے کے لیے

under Article 247, Clause 3 of the Constitution, process is going on. The last paper has been prepared by the Governor of Frontier because it is under the control of the President, FATA through Governor, paper is complete. The proforma is being prepared by the SAFRAN Ministry and it has been sent to the Law Ministry for vetting purposes, it will take hardly 4 weeks to be completed. It will be brought under the control of the Governor Secretariat and the same law Ordinance, Usher Zakat Ordinance is being extended to FATA completely through an order of the President which was requirement under Article 247, Clause 3 of the Constitution. It is likely to be completed within one month, everything has been arranged and the Usher Zakat network is there and assistance will be delivered through the Usher Zakat Ordinance which will be extended to FATA by

President's order.

جناب چیئرمین ، آپ بحث زیادہ نہ کریں because it is being done and he gave you the details.

Senator Hameedullah Jan Afridi: Sir, I want to bring it on record. First of all I thank the honourable Minister for informing us on this issue

لیکن جناب! major بات یہ ہے کہ صوبائی حکومت اور FATA Secretariat کی negotiation سے پہلے Tribal Parliamentarians should be taken into confidence اور یہ جو بھی کر رہے ہیں تو ان کو بھی ساتھ ملائیں۔ اب provincial Government اور فاٹا سیکریٹریٹ اور SAFRAN کی بات نہیں ہے because each and everyone must be fighting for their own rights کہ کس کو کتنی power ملے اور SAFRAN کیا کرے اور FATA Secretariat کیا کرے۔ اس میں FATA کے لوگوں کا سب کچھ stake پر ہے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ FATA Parliamentarians of both Houses کو اس میں involve کریں اور جب یہ چیزیں decide ہوتی ہیں تو ان کے سامنے یہ سب کچھ کیا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین ! actually the whole distribution of Zakat and Usher is under the control of Central Zakat. Council یہ Ministry میں بھی نہیں ہے اور یہ Ministry of Religious Affairs کے control میں اس طریقے سے نہیں ہے کہ اس کی تفصیل اس کے پاس ہو۔ تفصیل کے لیے special forum ہے Central Zakat Council created by the law, وہ control کرتی ہے اور جو طریقہ کار prescribed ہے same is being extended to FATA with the change of nomenclature کیونکہ وہاں political agents ہیں ۔ اب Governor's Secretariat ہے اس کے through same set up ہو گا، چیئرمین زکوٰۃ عشر کمیٹی کے ہوں گے اور جو ممبرز ہوں گے same structure is being created by extending this law

یہ ایک خاص طریقۂ کار ہے کیونکہ فاٹا control ہوتا ہے۔ ان کو through President's order.

پتا ہو گا کہ Article 246 and 247 کے تحت procedure دیا ہوا ہے اور اس کے تحت یہ

extend کیا جا رہا ہے the same law جو یہاں سے عشر زکوٰۃ کا fund جائے گا وہ چونکہ

Central Zakat Council کے command میں ہے، اس کا تمام procedure بھی وہی lay

کرتے ہیں اور کیا ہوا ہے، یہاں law میں بھی یہی ہے تو وہ اسی طریقے سے distribute ہو گا

as is done in the whole units of Pakistan.

Mr. Chairman: Last supplementary question, Mr. Ishaq Dar.

Senator Muhammad Ishaq Dar:Thank you Mr. Chairman. Sir, for the distribution of funds in provinces regarding Food Support Programme and Individual Financial Assistance, there is reportedly a formula and if you see the reply, the percentages are even different under these two separate programmes. Will the honourable Minister educate us what is the basis of this formula or criteria for this fund even they don't have a unanimous percentages for the two different programmes?

Mrs. Zubaida Jalal: Sir, when you look at the census, you are keeping the whole country in view and according to the Constitution but then you come to کا individual financial assistance ہے distribution جو the food support programme within that you see that we are just focusing on 29 districts within the country and the amount of money which is allocated is about 200 initially it was 2000 rupees per anum. This year we are increasing it to 3000 rupees and initially it was 1300 six monthly. Now it is going to 3000 and where in the process and I know because جہاں تین ہزار کو ایک وقت ہی ہم دیں گے where at the finalization stage

29 وہ تو 1300 does not make any difference to a poor person any more.

food اور اس کی کیا گیا ہے distribute ہوتا ہے اس کو amount میں جتنا districts

That is why you will find - نکالی گئی ہے percentage میں support programme

اگر بلکہ میں food support اور the differentiation between the provinces also

آپ بلوچستان کا دیکھیں تو it is 1.76 but indivdual finanacial assistance میں وہ 7%

So this is the differentiation, that is the reason for it.-ہے

Mr. Chairman : We will go on to the next question No 6. Syed Hidayatullah Shah. Answer taken as read.

6. ***Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.12 p.m.)

Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state the names, countries of origin and locations of offices of the Foreign NGOs engaged with relief efforts in the earth-quake-effected areas?

Mrs. Zobaida Jalal: As per Rules of Business issued by the Cabinet Division, Ministry of Social Welfare and Special Education, *inter-alia* is concerned with dealings with Countries and international organization in the field of Social Welfare. International organization include United Nation and its agencies such as UNIEF, ILO etc. As such, the Ministry does not deal with foreign NGOs.

Mr. Chairman: Any supplementary? Prof. Khurshid sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں صرف وزیر صاحبہ سے اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جواب میں یہ position تو نہیں ہے' یا آپ نے ایسا تو نہیں کہا ہے کہ

inter-alia is concerned with dealings with countries and international

organizations in the field of Social Welfare,

اس کے بعد آپ نے کہا ہے کہ

as such the Ministry does not deal with foreign NGOs.

Mr. Chairman: The countries means official governments.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ انٹرنیشل ایجنسیاں بھی ہیں۔

Mr. Chairman: No. 6 on page 9. Syed Hidayatullah Shah.

Mrs. Zubaida Jalal: Sir, the question was whether the Social Welfare Ministry and the Special Education would be pleased to state the names, countries of origin and locations of offices of the Foreign NGOs engaged with relief efforts in the earthquake affected areas. Sir, we do not deal directly with international NGOs in the sense this is basically the Cabinet Division and at the moment because the earthquake

اور جو earthquake کے relief efforts ہیں وہ Federal Relief Commission ہے وہ deal کرتے ہیں۔

Senator Muhammad Ishaq Dar : Mr Chairman! if the honourable Minister over look the President in this country, that whenever the question is addressed to the Ministry where it is not the relevant Ministry, automatically, it should have referred to the Cabinet Division. I think if you give a ruling that this question should not just end here, it should be directed to the Cabinet Division who should answer this question now. Acutally the Ministry should have the power automatically to send it to the Cabinet Division without even answering this question.

Mrs. Zubaida Jalal: Sir, we agreed to that.

but otherwise sir I would just like to یہ relief کا تو سارا کیبنٹ اور یہ کر رہے ہیں

add on کہ جیسے کہ international NGOs ہوں وہ Economic Affairs Division

کرتی ہے ہم نہیں کرتے۔

Mr. Chairman: I think, it should be routed to Cabinet Division but we should be careful in future and I think then in future that should not be related to them. Just send it back to us or to the relevant Ministry. Question No.7, Syed Hidayatullah Shah. Answer taken as read.

7. ***Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.12 p.m.)

Will the Minister for Social Welfare and Special Education be pleased to state:

(a) the procedure for carrying out the audit of the income and expenditure of NGOs engaged in relief efforts in the earth quake-affected areas; and

(b) whether it is a fact that the government has reached an agreement with different NGOs regarding custody of these children, if so, its details?

Mrs. Zobaida Jalal: (a) The NGOs are required to get the Accounts of all the income and expenditure of their agency audited every year through a Charted Accountant NGOs working for the relief are registered under various laws and work according to their own Constitution/Memorandum of Association. They are required to arrange the audit of their accounts in a manner prescribed in the Law under which they are registered.

(b) Ministry of Social Welfare and Special Education has set up two extended care centres in Islamabad one each at the National Institute of Special Education and Al-Maktoon Special Education Centre for Rehabilitation of Disabled Children rendered orphan and homeless by the recent earthquake. Food clothing medical care is being provided to the children at these centres in collaboration with Pakistani NGO named Women Aid Trust. Based under the directive of the President of Pakistan, a centre for rehabilitation of earthquake affected orphans besides destitute women has been setup at Hattian (Distt. Attock). The centre designated "Aashiana" is being run in collaboration with a Pakistani NGO.

Mr. Chairman: Any supplementary? Mr. Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا ، جناب والا! اس کے جزو (بی) میں پوچھا گیا ہے کہ حالیہ زلزلے میں جو بچے disable ہوئے ہیں، یتیم ہوگئے ہیں یا خواتین بیوہ ہوگئی ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ حکومت این جی اوز کے ساتھ کسی ایسے معاہدے پر پہنچ گئی ہے کہ اب ان کو پالنا این جی اوز کے ذریعے ہوگا۔ اس میں گورنمنٹ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ایسے این جی اوز ہیں۔ جناب چیئرمین! کیا ان کی باتوں میں تضاد نہیں ہے۔ ہمارے صدر صاحب نے اور وزیر اعظم صاحب نے بار بار کہا کہ زلزلہ سے متاثرہ کسی بچے کو گود نہیں لینے دیا جائے گا۔ کسی پرائیویٹ ادارے کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ اس جواب میں یہ کھل کر اعتراف کیا گیا ہے کہ اب زلزلہ سے جو متاثرین ہیں، بیوہ ،یتیم اب ان کا سہارا NGOs ہوں گی۔ کیا یہ افسوسناک بات نہیں ہے کہ اتنی بڑی ریاست اور اربوں روپے کی اتنی بڑی امداد میں حکومت کا کوئی ادارہ اور خاص کر یہ جو Special Education کا ادارہ ہے، یہ اس کے لیے تیار نہیں ہے کہ ہمارے زلزلہ سے متاثرہ بچوں کی خود کفالت کرے۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحبہ۔

بیگم زبیدہ جلال، میرے خیال میں میرے بھائی اگر اس کو صحیح پڑھ لیتے تو the answer is clear. جیسے کہ President Sahib نے اور P.M. Sahib نے announce کیا تھا کہ adoption کسی طریقے سے allow نہیں کریں گے and there is a ban on that. لیکن sponsorship اور وہ بھی under government institutions ہو، چاہے وہ families کو sponsor کرنا چاہیں یا orphans کو sponsor کرنا چاہیں، اس کی اجازت ہے۔

ہم نے جو جواب یہاں دیا Sir کہ ہم نے دو extended Care Centres Ministry کے ذریعے immediately دینے خاص کر ان بچوں کے لیے، کیونکہ پہلے دنوں میں hospitals were filled اور beds پر جگہ نہیں تھی تو جیسے ہی ان کی treatment ہوتی تھی National Institute of Special Education or Al-Maktoom میں ان کو بھیجا گیا and then extended Care to place there.

ان میں اکثریت ایسے بچوں کی تھی جن کے ساتھ attendants تھے۔ بہت کم یتیم بچے ان میں تھے but afterwards جیسے ہم نے آشیانہ کا set up کیا جو کہ غازی بروتھا کی District Attock میں پرانی residential colony ہے' واپڈا نے وہ hand over کر دی۔ اس میں ابھی nearly 600 widows with children and orphans وہاں موجود ہیں۔ ان کی sponsorship ہے یا ابھی ہم ایک Pak-Turkish Organization ہے جس کا نام Khubeb Foundation ہے۔ ان کے ساتھ ہم agreement work out کر رہے ہیں کیونکہ future میں ہم نے دو اور ایسے سنٹر بنانے ہیں ایک مظفر آباد میں اور ایک مانسہرہ 'onward جہاں بھی ہمیں relevant areas of government available ہوں گے' وہ زمین identify کریں گے اور ہم آشیانہ کے دو اور set ups بنائیں گے۔ Khubeb Foundation is just going to sponsor 50% of all the support that would be required. باقی Government کرے گی۔

جناب چیئرمین، جی ڈار صاحب۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, a recent delegation which visited Middle East to solicit funds and donations for the same purpose and the family support programme, they had announced that beyond Bhara Kahu that is nearly about 15-20 minutes from Islamabad, there is a very large building of Ministry of, perhaps, Education and that is going to be.....

جناب چیئرمین، کونسا delegation گیا تھا؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، یہ delegation جو ابھی باہر گیا تھا to solicit their families support. You might have seen on Television programme. So, میں confirmation چاہتا ہوں کہ they claim there is a very large building. It is totally empty and it is going to be handed over to a trust for the purpose of

looking after the orphans. Is it true and has the Ministry handed over this building already? Probably , the Minister for Education would know this.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Education.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, a building was constructed near Bhara Kahu for a possible polytechnic, 15-20 years back its construction started. It was unsuitable area where there was no water and the building is still incomplete. It is still on the charge of Ministry of Housing. It has been handed over to Ministry of Education but it has been found to be unsuitable for Polytechnic because No. 1, it is too far away, 2, there is no water there and 3, nobody is willing to take this building and convert it into a technical school.

So, different proposals were floated as to what to do with this incomplete building. Following the proposals which came up during the earthquake was to give it to Azad Kashmir University so that they could start their classes there temporarily.

The other proposal which is still under consideration was from UAE and they offered that they are ready to sponsor 500 destitute children, those who may have lost their parents and so on to give them boarding facilities and make an institute for educating them upto matric. Then add all facilities for vocational training at the same site and then make technically fit to be able to stand on their feet. This is being discussed with them and this building was considered as a possible site which could be offered to them. There is no decision so far.

جناب چیئرمین، جی سواتی صاحب۔ You want to say something

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, I may kindly be allowed to speak just for one minute.

Mr. Chairman: On what?

Senator Muhammad Azam Khan Swati: On this issue of the children.

جناب چیئرمین، میں سمجھا supplementary پوچھ رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اس ایوان کی وساطت سے کہ خدا را! یہ ہمارے بچے ہیں ان کو حکومت یا ان کے Institutions کے حوالے نہ کیا جائے۔ میں نے اسی ایوان میں آپ سے کہا تھا کہ میں نے مانسہرہ میں ایک دارالامان قائم کیا تھا۔ آدھا فنڈ حکومت کا تھا اور آدھا فنڈ میرا ذاتی تھا' اس میں آج بھینسیں اور بکریاں بندھی ہوئی ہیں ۔ خدا را! ہمارے بچوں کو حکومت کے حوالے نہ کریں ۔ اگر کوئی بھی ایسا ادارہ' کوئی بھی ایسی NGO جو پاکستان میں اسلامی ' رفاعی کام کے لئے مقرر ہے' انہیں اس کے حوالے کریں۔ ہم اس کو welcome کریں گے یا ہمیں دیں۔ میں نے کئی بار اس ایوان کی وساطت سے کہا تھا کہ بچے میرے حوالے کریں انشاء اللہ تعالی پیسوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ نہ میں NGOs سے لیتا ہوں ' نہ میں باہر کے کسی آدمی سے مانگتا ہوں تاکہ بچوں کی پرورش ہو اور وہ ایک اچھے citizen کی حیثیت سے اس ملک کی واحدانیت اور اس ملک کے استحکام کے لئے اپنا role ادا کرسکیں۔ میں نے دو دن پہلے Earthquake کے سلسلے میں ایبٹ آباد کے سب سے بڑے Medical Complex کو visit کیا اور میں حیران رہ گیا کہ وہاں حیوانوں کا علاج کرنا میرے خیال میں وہ اس سے بھی کم تر ہے چہ جائیکہ انسان وہاں پر اپنا علاج کرائے۔ ہماری Government کے سارے ادارے اپنے کام کی حیثیت سے تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ خدا را! ہمارے بچوں کو ان کے حوالے نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

سینیٹر سید دلاور عباس، جناب چیئرمین! ڈار صاحب نے جو بات کی تھی اور جو Minister for Education نے بات کی ہے یہ کسی حکومتی ادارے کو نہیں دیئے جا رہے۔ اس Tele Thon کے لئے چوہدری شجاعت صاحب کے ساتھ میں بھی گیا تھا۔ وہاں شیخ مبارک النعیان نے پانچ سو بچوں کی adoption support a family programme میں جو انہوں نے announce کی ہے' اس کے لئے ایک trust قائم کیا جا رہا ہے جس کی Ministry of Education negotiations کے ساتھ ہو رہی ہیں - اس لئے یہ حکومت کا نہیں ہوگا اس میں شیخ مبارک کی جو funding آئے گی' اس کا ایک ٹرسٹ بنے گا' وہ ان پانچ سو بچوں کی take care کرے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی ، جناب ! یہ ایک بہت اچھا قدم ہے جی۔

Mr. Chairman: Question No. 8. Mrs. Kulsoom Perveen. Any one on her behalf. Answer taken as read.

8. ***Mrs. Kalsoom Perveen:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.20 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to refer to the Senate Starred Question No. 56, replied on the 17th November, 2005 and state:

(a) whether relaxation in educational qualification/experience has been given to any person appointed in the NHA since 2003, if so, the reasons therefor;

(b) whether the provincial quota has been strictly observed in the appointments made in NHA during the said period, if not, the reasons thereof; and

(c) the number of persons appointed in the said authority during that period with province-wise break-up?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) The relax ' on in prescribed experience was given to Mr. Usman Naseem S/o Muhammad N eem Khan for the post of Computer Operator (BS-14) against PC-1 (contract post). The individual was the only candidate of AJK among 53 candidates who qualified the written test held for the post. At the time of interview, he was given condonation of 3 months experience (as he had already completed of the prescribed limit of experience) by the Chairman NHA.

(b) National Highway Authority being an Autonomous Body working under the Federal Government is observing the prescribed quota of Government of Pakistan for initial appointments.

(c) Annex-A.

Annex-A

NUMBER OF PERSONS APPOINTED IN NHA WEF 2004

PROVINCE-WISE BREAK-UP

Domicile	Punjab		Sindh (R)		Sindh (U)		NWFP		Balochistan		AJK		FATA/NAs		Merit		Total Appointed
	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	Reg	Con	
Sub Total	54	127	8	30	8	13	10	34	8	72	2	9	4	18	14	30	441
Grand Total	**181**		**38**		**21**		**44**		**80**		**11**		**22**		**44**		

Legends: Reg: Regular Con: Contract

Mr. Chairman: Any supplementary? Mr. Bangulzai.

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی ، اس میں ہماری معزز ، فاضل رکن سینیٹ محترمہ بیگم کلثوم پروین صاحبہ نے وزارت مواصلات سے ایک سوال پوچھا ہے کہ NHA نے سال ۲۰۰۳ء میں بھرتی کیے گئے کسی شخص کو تعلیمی اہلیت یا تجربے میں چھوٹ دی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ جی ہاں۔ جناب عثمان نصیب ولد محمد نصیب خان کو کمپیوٹر آپریٹر کی آسامی کے لئے PCI تقرری کے لئے مقررہ تجربے میں رعایت دی گئی تھی۔

جناب چیئرمین! میں اس کی ذاتی طور پر حمایت بھی کرتا ہوں کیونکہ کوئی بھی شخص جو کسی بھی ادارے میں نیا نیا آتا ہے تو اس کا تجربہ نہیں ہوتا۔اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے۔ ہماری ایک میٹنگ جو بلوچستان کے حوالے سے ہوئی تھی اس کمیٹی میں، میں نے یہ سفارشات بھی پیش کی ہیں کہ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے وہاں کم از کم جو فیڈرل میں صوبے سے متعلق جتنی بھی آسامیاں ہیں تجربے اور میرٹ کے حوالے سے سیکنڈ ڈویژن یا فرسٹ ڈویژن یا پوزیشن ہولڈر جیسی چیزوں سے ہمیں مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم جیسے پسماندہ صوبوں سے تعلق رکھنے والے جو لوگ یہاں آتے ہیں ان کو اگر ہم ایسے گورکھ دھندوں میں پھنسا لیتے ہیں تو ظاہر ہے پھر جو اس کا ٹارگٹ ہے یا سروس ہے اس میں وہ enter نہیں ہوسکتا۔میں اس ایوان کے توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایک ruling دے دیں اور میرا خیال ہے کہ ہماری وزارت مواصلات کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بڑا فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے محکمہ ڈاک میں تو یہ رعایت دے دی کہ وہاں اگر ہمیں مطلوبہ معیار کا کوئی امیدوار نہ ملے تو ہم اس سے نچلی کیٹیگری میں جگہ دے سکتے ہیں۔ میں اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے منسٹر صاحب نیشنل ریسورس کے ہیں ۔ پٹرولیم والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں ---

جناب چیئرمین، یہ PPL کے بارے میں سوال ہے میرا خیال ہے کہ اسی پر رہیں۔ question hour میں بات مختصر رکھیں کیونکہ اور بھی سوال کرنے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی،جی جناب PPL میں بھی کچھ آسامیاں آئی ہیں---

جناب چیئرمین ، دیکھیں کمیونی کیشن کا کمیونی کیشن تک رکھیں ۔ آپ کا جو سپلیمنٹری ہے۔ کمیونی کیشن کے بارے میں سوال کریں۔ اس کے علاوہ اور سوال اٹھانے کے اور طریقے ہیں۔ اب کمیونی کیشن کی بات کر لیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، میری گزارش ہے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں کہ فیڈرل گورنمنٹ میں جو بھی آسامیاں خالی ہوتی ہیں اس پر بلوچستان ، صوبہ سرحد اور سندھ کے جو ارین ایریا کے ہیں اور آزاد کشمیر ان کو خصوصی طور پر تجربوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ ----

جناب چیئرمین ، پھر بات وہی ہے کہ کمیونی کیشن کا سوال ہے اور محکموں کا نہیں اور اس پر رولنگ نہیں ہے' ان پر rules ہیں۔ اس کے حساب سے کوئی suggestion ہے تو وہ دیں ۔وہ ایک سسٹم ہے اس کے تحت جائیں گی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، میں تو ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے ہمیں چھوٹ دے دی ہے لیکن میں دوسرے محکمہ جات سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے کو ذرا سنجیدگی سے لے لیں اور ہمارے بلوچستان میں اب بھی فیڈرل کی پانچ سو seats section officers کی خالی ہیں ۔ جناب چیئرمین ! کیبنٹ منسٹری سے اس کی آپ تحقیق بھی کر لیں۔ صرف اس بنیاد پر نہیں رکھا گیا کہ ان کا تجربہ نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دے دیتا ہوں۔۔

جناب چیئرمین ، کہاں آسامیاں خالی ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، بلوچستان کے فیڈرل گورنمنٹ میں پانچ سو sections officers کی seats اس وقت خالی ہیں ---

جناب چیئرمین ، کسی ایک محکمے میں یا کسی ہر محکمے میں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، نہیں ہر محکمے میں جی ، مختلف میں پانچ سو sections officers.......

جناب چیئرمین ، یعنی مختلف میں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، یہ بات ہماری گزشتہ standing committee میں بھی

آئی تھی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس سلسلے میں بلوچستان کو ذرا خصوصی طور پر رعایت دی جائے۔ خواہ کمیونی کیشن ہو، فارن آفیئرز کا ہو، کامرس کا ہو، سوئی گیس کا ہو، یا کوئی بھی محکمہ ہو۔

جناب چیئرمین، شمیم صاحب، جزو (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ autonomous body گورنمنٹ پالیسی follow کرتی ہے۔ دوسرا ان کا point تھا کہ اگر ان کو rules میں کوئی relaxation ہے یا اس کا کیا ہے۔

جناب محمد شمیم صدیقی، NHA کے اندر اس وقت جو پوزیشن ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں بتا دوں کہ پنجاب کی 50% ہے۔ سندھ کی 11.4% ہے۔ سندھ اربن کی 7.6% ہے۔ صوبہ سرحد کی 11.5% ہے۔ بلوچستان کی 3.5% ہے۔ AJK کی دو ہے اور فاٹا کی ۴ ہے۔ میرٹ کی ۱۰ ہے۔ صرف میں سیدھا بلوچستان پر آ جاؤں تو بلوچستان کی 3.5% کی بجائے اس وقت 18.14% ہے۔ ہم نے NHA میں جو jobs دی ہوئی ہیں اس کا share اس وقت against 3.5 کے 18.4 ہے۔

Mr.Chairman: Against 3.5 entitlement.

جناب محمد شمیم صدیقی، جی ہاں اس کو excess کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ ثناء اللہ صاحب۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ جناب چیئرمین! میں صرف وزیر صاحب کا مشکور ہوں۔ 1998ء کے census کے مطابق بلوچستان کی پاپولیشن 5.11% ہے۔ اگر اس کو 5.1 کہیں۔ لہذا بلوچستان کا 3.4 کا حصہ نہیں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ کوئی بھی منسٹر اس کو درست کرے، کوئی بھی اس کو نہیں کر رہا ہے۔ 1998ء کے official census پر آج تک عمل در آمد نہیں ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ پاکستان کا آئین ہے۔ There are 280 articles in the 1973 Constitution کسی بھی آرٹیکل میں یہ ذکر نہیں ہے کہ پاکستان کے اندر ریسورسز اور ملازمتیں آبادی کی بنیاد پر تقسیم ہوں گی۔ یہ جتنی بھی ایڈمنسٹریٹو اور ایگزیکٹو پالیسیز NHA بناتا ہے یا گیس کمپنیز بناتی ہیں یہ آئین کے ساتھ----

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

(بعد از اذان مغرب)

Mr. Chairman: I think after three or four minutes, we can finish this question and end the question hour; that's O.K.

ثنا بلوچ صاحب مختصر رکھیئے گا۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، میں مختصر رکھوں گا۔ جناب چیئرمین! میری صرف مختصر سی گزارش یہ ہے کہ 36% roads NHA کے بلوچستان میں ہیں، کم از کم اگر گیس کی productionکے اعتبار سے صوبوں کو ملازمتیں دی جاتیں، اگر NHA کی 36% ملازمتیں نہیں دیتے، بلوچستان کی NHA کی جتنی ملازمتیں ماسوائے کہ Manager or G.M. وغیرہ 20,21 گریڈ کا باہر سے آتا ہے لیکن کم ازکم 19 یا 20 گریڈ سے نیچے جتنی بھی ملازمتیں ہیں وہ تو بلوچستان کے عوام کا حق ہے۔ اسی لئے تو آپ لوگوں کے آپریشن پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں لیکن ملازمتوں کے لئے آپ ایک روپیہ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں تو آپ اس ملک کی فیڈریشن کو کیسے بچائیں گے۔ جناب یہ Constitution کے سارے ethics کی خلاف وزری ہے کہ آپ بار بار کہیں کہ جی بیت المال، آبادی، ملازمتیں آبادی، عزت نفس آبادی لیکن آپریشن آپ رقبے کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے سن لیا ہے، آپ جواب سنیئے۔ Shamim Sahib any comments?

جناب محمد شمیم صدیقی، میرے خیال سے جناب ان کا کوئی relation بنتا نہیں ہے بلکہ اس وقت 36% نہیں اس سے بھی زیادہ development ہو رہی ہے۔ پاکستان میں اس وقت روڈ کے حوالے سے جو major کام ہو رہا ہے وہ بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کا جو share ہے اس کے لئے جو Budget Director ، General Manager ہیں اور دوسرے Supervisors ہیں ان کو دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے اور جو بلوچستان کا prescribed quota 3.5% کا ہے وہ بھی exceed کر گیا ہے۔ اگر یہ 5 کہتے ہیں تو یہ 18.40% ہے۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ ان کا جو prescribed quota ہے اس سے بھی exceed

کر رہا ہے۔ تقریباً 18.40% ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پانچ گنا زیادہ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ان کی اس وقت کیا demand ہے۔ آپ کے ہاں اس سے زیادہ roads بن رہی ہیں اور اس وقت existing roads 36% ہیں - اس وقت پورے پاکستان میں جو road development ہو رہی ہے اس میں 43% صرف بلوچستان میں ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تین اور پانچ کی figure کا فیصلہ آج تک نہیں ہو پایا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ وزیراعظم صاحب نے کمیٹی بنائی، سردار یار محمد اس کے چیئرمین تھے، مینگل صاحب تھے اور ہم لوگ تھے۔ یہ 5.4% تھی، پچھلی meeting میں بھی عرض کیا تھا اور بلوچستان کمیٹی کے چیئرمین مشاہد صاحب تھے انہوں نے بھی خود اٹھ کر بتایا تھا کہ 5.4% ہے۔ جہاں تک roads کا سوال ہے بالکل roads بن رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن بات ملازمتوں کی ہو رہی تھی۔ کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا کہ اگر کوئی ملازمت کے لئے جگہ آئے گی تو مہربانی کر کے بلوچستان کے اخباروں میں دے دیں نہ کہ اسلام آباد کے اخباروں میں۔ میرے خیال میں یہاں 50% لوگوں کے پاس بلوچستان کا domicile ہے، یہاں تک کہ سینیٹ کی سیٹ تک لے جاتے ہیں ملازمت تو کیا چیز ہے۔ ہم یہ گزارش کر رہے ہیں کہ جو وزیر اعظم صاحب کو سفارش بھیجی تھی تو وزیر صاحب مہربانی کر کے اس معاملے میں کچھ پوچھیں تو سہی۔ ملازمت اِدھر ہی پُر ہو جاتی ہے۔ رہا roads کا ٹھیکہ تو منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ بلوچستان کے کتنے ٹھیکیدار آپ کے پاس ہیں کیونکہ ہم اس معیار پر نہیں پہنچ سکتے۔ سارے roads کو یہاں سے، Frontier سے یا کراچی سے بڑی بڑی کمپنیاں اٹھا کر لے جاتی ہے۔ اگر بات کریں گے تو کہیں گے کہ آپ کا معیار نہیں ہے تو پھر کس چیز میں معیار ہے۔

جناب چیئرمین: سوال ہے، مختصر رکھیں - No disturbance please, no cross talk.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: مہربانی کر کے یہ figures صحیح کریں، Minister

صاحب بار بار اس طرح---- شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: I think, the message is there...

جناب محمد شمیم صدیقی، میرا اس میں کوئی جواب بنتا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جو specific case ہے، آپ وہ بتائیں۔

جناب محمد شمیم صدیقی، Employment کی percentage ہے، یہ Government کی policy ہے، وہ decide کرے۔ Census میں ان کی کیا آبادی ہے؟ یہ Government decide کرے گی۔ جہاں تک یہ ہے کہ بلوچستان کے contractors کو contract نہیں ملتا، sir ہمارے ہاں اس طرح کا کوئی system نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، کیا ہوا؟ We do not want to depart from it, overall policy will be cleared in the Cabinet meeting. The Question Hour is over, answers taken as read. پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ نہیں، I think ایک گھنٹہ ہو گیا ہے جی but the Question Hour is over, I have no problem آپ دو گھنٹے چلائیں۔ House decide کرے one hour is over, if you want to continue, I have no problem. میں آپ سے کب اختلاف کر رہا ہوں لیکن Questions Hour کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے، آپ بڑھانا چاہتے ہیں تو آپ فیصلہ کر لیں۔

† The Question Hour is over and the remaining answers taken as read and we will now disperse for *Maghrib* prayers and we will reconvene at 5.30pm.

---

† The Question Hour is over and the remaining answers taken as read

9. ***Sahibzada Khalid Jan:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.25 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Mardan-Kalamand road was not completed within scheduled time, if so, its reasons; and

(b) the date on which the said road was completed?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) Nowshera-Mardan-Malakand-Chakdara-Chitral Road was federalized and taken over by NHA from the NWFP Government on January 31, 2004 alongwith **six** sick ongoing projects awarded by the Frontier Highway Authority (FHA).

The contractors initially refused to work with NHA on one pretext or the other till MoUs were signed with them and work recommenced.

Details of the projects, their current status and the reasons for the delay are given in **Annex-A.**

(b) As could be seen in **Annex-A,** two projects have been completed and four are still ongoing. Out of four ongoing projects, one Contractor has been released from the performance under Clause 66.1 at his own request while another contract has been terminated. NLC has been mobilized for these two projects. Revised dates of completion of all four projects have been set as May 2006 and June 2007.

10. ***Syed Murad Ali Shah:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.30 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Government has decided to handover the educational institutions to social organizations, NGOs and industrialists;

(b) if the answer to "a" above is in the affirmative the number of institutions handed over so far to the Private Sector or Personalties; and

(c) the terms and conditions and procedure adopted for handing over these institutions?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: (a) It is not a fact.

(b) Not Applicable.

(c) Not Applicable.

11. ***Syed Murad Ali Shah:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.35 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state the authority which approves the syllabus for A Level and O Level?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: "O" and "A" level syllabus are set up/ approved by the "Qualification and Curriculum Authority for England" which is commonly called QCA.

12. ***Syed Murad Ali Shah:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.35 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state the details of projects where services of Agha Khan Board are being utilized?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : The Ministry of Education is not utilizing the services of Agha Khan Board in any of its projects.

13. ***Dr. Muhammad Said:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.37 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state whether medical facility is available in the Federal Government schools, if so, the names and other particulars of doctors posted there?

Annex"A"

Projects	Award of Contract by FHA	Original Completion Date	Re-start of Work	Revised Completion Date	Progress
1. Takhtbai-Shergarh (DCW)	Jun 03	Aug 04	Nov 04	May 06	Work in hand
2. Shergarh-Dargai (DCW)	Dec 02	Mar 04	Nov 04	May 06	Work in hand
3. Jalala Bridge (Construction)	Mar 03	Mar 04	Apr 04	Jun 05	100%
4. Tor Bridge (Construction)	Dec 02	Dec 03	Nov 04	Oct 05	100%
5. Dargai-Chakdara (Reconstruction)	Feb 04	Feb 06	Feb 04	Jun 07	Note C below
6. Timargarah-Akhtgram (Widening & Improvement)	Jan 03	Jan 05	Nov 04	Jun 07	Note D below

A. General Reasons for Delay in Completion of Works

- ✓ Change of ownership of the road during the currency of the projects.
- ✓ Unprecedented rainfall during Dec 04 and Jan - Feb 05.
- ✓ Change in design of shoulders.
- ✓ Contractors' cash flow problems.
- ✓ Removal of encroachments.
- ✓ Non-availability of bitumen and other construction material.

B. General Remedial Actions by NHA

- ✓ Slow progress notices have been issued.
- ✓ Monthly targets are assigned and the progress is being strictly monitored.

C. Dargai-Chakdara Section (Reconstruction)

- ✓ Contractor (M/s M Ikram & Coy) released from performance on own request as per contractual provision
- ✓ National Logistic Cell (NLC) mobilized on site with effect from December 6, 2005.
- ✓ Likely completion date is now June 2007.

D. <u>Timargarah-Akhtgram (Widening & Improvement)</u>

- ✓ Services of the contractor (M/s Amir Muqam & Coy) were terminated on September 22, 2005.
- ✓ Stay from court was vacated on November 30, 2005.
- ✓ NLC mobilized on site wef December 1, 2005 and likely date of completion is now June 2007.

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : The Medical Facilities, as such, are not available in Federal Government Schools. However, all the teaching as well as the non-teaching staff are entitled to avail the medical facilities provided by the Government Hospitals at Islamabad *i.e.* Pakistan Institute of Medical Sciences (PIMS), Federal Government Services Hospital (FGSH) and various dispensaries located in Islamabad.

14. ***Dr. Muhammad Said:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.37 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state:

(*a*) *whether it is a fact that admissions are being offered in Computer Engg. in the U.E.T Taxila since 2001; and*

(*b*) *whether it is also a fact that the Pakistan Engineering Council has not allowed the registration of Computer Engineering of the said University, if so, the steps being taken by the government to secure the future of the students admitted by the said university in the last three years?*

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : (a) Yes.

(b) The Pakistan Engineering Council has allowed the registration *vide* letter No. PEC/A&QEC/UET-T/2004 dated 29-12-2004 (copy enclosed).

The university is continuously improving its infrastructure and the quality of education so that its graduate engineers are useful for the industry.

Pakistan Engineering Council

(Constituted under Pakistan Engineering Council Act, 1976 enacted by the Parliament)

Ataturk Avenue (East),
G-5/2, Islamabad.

PEC/A&QEC/UET-T/2004

December 29, 2004

Vice Chancellor
University of Engineering and Technology
Taxila

Subject: <u>ACCREDITION OF B.Sc. COMPUTER ENGINEERING PROGRAMME</u>

Ref: Accreditation visit of your University on July 6, 2004.

Dear Sir,

Pakistan Engineering Council is pleased to inform that B.Sc. Computer Engineering programme of your University has been accredited for one year (entry February 2001). Your programme will be revisited in fall 2005.

Yours faithfully,

Sd/-
Engr. Maj. Gen. Mahboob-ul-Muzaffar (Retd.)
Secretary / Registrar

copy to:

1. The Dean, Faculty of E&EE
2. Project Director CE
3. Prof. Zafrullah, Prog. Coordinator
4. The Treasurer
5. SVC

PABX: 2829296, 2829311, 2929348, FAX: 2276224 Gram: ENGCOUNCIL
E-mail: pec@isb.comsats.net.pk http//www.pec.org.pk

16. ***Prof. Ghafoor Ahmed:** (Notice received on 24-11-2005 at 4.40 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to inform:

(a) the names of foreign donors who contributed any amounts to Federal and/or Provincial governments for curricula reforms in

the country from 2000 to 2005 indicating also the amount donated and the names of recipients in each case: and

(b) the broad objects for which such donations were made?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf : (a) No foreign donor contributed for the Curriculum Reforms in Pakistan. Curriculum Reforms have always been financed by the Government of Pakistan.

(b) Not applicable as of (a).

17. ***Mr. Raza Muhammad Raza:** (Notice received on 25-11-2005 at 10.00 a.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the details of on going projects of construction of roads in Balochistan in collaboration with the Asian Development Bank; and

(b) the names of contractors to whom the contracts of the said projects have been awarded, indicating also the amount allocated for each project and the present status of the construction work?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui : (a) Work on national highway projects in Balochistan to be financed by ADB has not yet commenced.

(b) No contract has yet been awarded.

18. ***Mr. Raza Muhammad Raza:** (Notice received on 25-11-2005 at 10.45 a.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Mardan—Swat Highway is in a dilapidated condition; and

(b) the details of amount allocated for its maintenance/repair during the current-year?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui : (a) The road indicated in the question comprises two distinct segments, as explained below:—

Mardan-Chakdara Road is part of of National Highway (N-45) and belongs to NHA. This road section is well maintained. Moreover, widening and improvement works have been undertaken in Malakand Hills.

Chakdara-Mingora-Kalam (Swat Valley) Road is **not** part of NHA network. It belongs to the NWFP Government and is being looked after by FHA.

(b) NHA received a token allocation of Rs. 1 Million only for various rehabilitation and improvement projects on N-45 in PSDP (2005-06). However, payment to the tune of Rs. 126 Million has already been made through re-appropriation of funds.

Further, an amount of Rs. 12.374 Million has been allocated to N-45 for routine maintenance and highway safety measures under the Annual Maintenance Plan for FY 2005-06.

18-A. ***Dr. Muhammad Akbar Khawaja:** (Notice received on 26-11-2005 at 10.05 a.m.)

Will the Minister for Labour and Manpower be pleased to state the gender distribution in urban and rural labour force at the national and provincial levels in the following format:—

Urban Labour Force (in million, gender distribution in percentage)

Fiscal Year	PAKISTAN	Balochistan	NWFP	Punjab	Sindh
FY 2000-2001					
Male					
Female					
FY 2001-2002					
Male					
Female					
FY 2002-2003					
Male					
Female					
FY 2003-2004					
Male					
Female					
FY 2004-2005					
Male					
Female					
FY 2005-2006 (First quarter)					

Rural Labour Force (in million, gender distribution in percentage)

Fiscal Year	PAKISTAN	Balochistan	NWFP	Punjab	Sindh
FY 2000-2001					
Male					
Female					
FY 2001-2002					
Male					
Female					
FY 2002-2003					
Male					
Female					
FY 2003-2004					
Male					
Female					
FY 2004-2005					
Male					
Female					
FY 2005-2006 (First quarter)					

Mr. Ghulam Sarwar Khan : The requisite information is attached at Annexures-I and II.

Annex-II

Urban Labour Force (in million, gender distribution in percentage)

Fiscal Year		Pakistan	Baluchistan	NWFP	Punjab	Sindh
FY 2000-2001	*(million)*	12.27	0.22	0.76	7.69	3.60
Male	(%)	88.91	93.15	90.00	86.01	94.60
Female	(%)	11.09	6.85	10.00	13.99	5.40
FY 2001-2002	*(million)*	13.82	0.31	0.82	7.99	4.70
Male	(%)	88.14	91.97	90.75	84.83	93.07
Female	(%)	11.86	8.03	9.25	15.17	6.93
FY 2002-2003	*(million)*	14.11	0.32	0.83	8.16	4.80
Male	(%)	88.14	91.97	90.75	84.83	93.07
Female	(%)	11.86	8.03	9.25	15.17	6.93
FY 2003-2004	*(million)*	14.69	0.41	0.84	8.19	5.25
Male	(%)	88.38	92.03	90.03	85.28	92.67
Female	(%)	11.62	7.97	9.97	14.72	7.33

FY 2004-2005	(million)	15 03	0.42	0 86	8.38	5.37
Male	(%)	88.38	92.03	90 03	85.28	92 67
Female	(%)	11 62	7.97	9 97	14.72	7 33
FY 2005-2006						
(First Quarter)	(million)	3 83	0 11	0 22	2 13	1 37
Male	(%)	88 38	92.03	90.03	85 28	92.67
Female	(%)	11 62	7 97	9.97	14.72	7 33

Source: Economic Survey 2004-05 and Labour Force Surveys 19990-2000, 2001-2002 & 2003-2004

Annex-II

Rural Labour Force (in million, gender distribution in percentage)

Fiscal Year		Pakistan	Baluchistan	NWFP	Punjab	Sindh
FY 2000-2001	(million)	29 11	1 25	4 00	19 40	4.46
Male	(%)	82 49	94 12	83 23	79 99	89 42
Female	(%)	17 51	5 88	16 77	20 01	10 58
FY 2001-2002	(million)	29 40	1 43	4 14	19 07	4 76
Male	(%)	81 93	93 62	90 14	76 51	92 96
Female	(%)	18 07	6 38	9 86	23.49	7 04
FY 2002-2003	(million)	30 02	1 46	4 22	19.47	4 87
Male	(%)	81 93	93 62	90 14	76 51	92 96
Female	(%)	18 07	6 38	9 86	23 49	7 04
FY 2003-2004	(million)	31 07	1.52	4 29	19 99	5 27
Male	(%)	79 14	90.88	85 09	73.58	91 97
Female	(%)	20 86	9.12	14 91	26 42	8 03
FY 2004-2005	(million)	31.79	1.55	4 39	20.45	5 40
Male	(%)	79 14	90 88	85 09	73 58	91 97
Female	(%)	20 86	9 12	14 91	26 42	8 03
FY 2005-2006						
(First Quarter)	(million)	6 09	0 40	1 12	5 21	1 38
Male	(%)	79 14	90 88	85 09	73.58	91.97
Female	(%)	20 86	9 12	14 91	26 42	8 03

Source: Economic Survey 2004-05 and Labour Force Surveys 19990-2000, 2001-2002 & 2003-2004

19. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 26-11-2005 at 12.00 Noon)

Will the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state:

(a) the number of persons sent abroad by the Overseas Employment Corporation from 2002 to October, 2005 (Direct employment and for employer) with year-wise break up indicating also the names of the countries to which they were sent:

(b) *the annual sales of the said corporation (Travel Agency) during the said period indicating also the commission earned through the same with year-wise and month-wise break up;*

(c) *whether the said agency is IATA approved; and*

(d) *the number, names, designationand experience of the persons in the said corporationindicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them?*

Mr. Ghulam Sarwar Khan: (a) 5247 persons have been sent abroad during the period 2002 to October, 2005. Year-wise break up indicating the names of the countries where they were sent, may be seen at Annex-A;

(b) During the period 2002 to October 2005 the net sales of OEC Travels is Rs. 170,229,712/- and the net commission amounts to Rs. 8,179,534. Year-wise and month-wise break-up may be seen at Annex-B;

(c) No. OEC (Travels) is not an IATA approved agency, but is it a General Sales Agent (GSA) of PIA; and

(d) The requisite information may be seen at Annex-C.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as in Library)

21. ***Mr. Muhammad Akram:** (Notice received on 29-11-2005 at 3.20 p.m.)

Will the Minister for Parliamentary Affairs be pleased to state:

(a) *the number of bills passed by the present Parliament so far; and*

(b) *the number of bills passed by the last two Parliaments, separately?*

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: (a) 29 Bills

(b) The number of Bills passed by the last two parliaments separately are as under;

1.	Parliament (from 17-02-1997 to 12-10-1999)	54 Bills
2.	Parliament (from 27-10-1993 to 05-11-1996)	44 Bills

22. ***Mr. Muhammad Akram:** (Notice received on 29-11-2005 at 3.20 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) *the ~~number~~ amount of fine imposed by the motorway police during the last two years;*

(b) *the percentage of that fine being paid to the concerned police personnel as reward?*

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) Total fine imposed during last two years is as under:

(i)	2003	Rs. 406,547,266/-
(ii)	2004	Rs. 620,547,108/-
	Total:	**Rs. 1,027,094,374**

(b) The amount of fine is not paid to the concerned officer. NH & MP has fixed a criteria for grant of rewards to the officers and it is paid only to those who fulfill that criteria. The annual reward paid to the employees of NH & MP during the last two years is as under:

(i)	2003	Rs. 29,240,000/- (7.2%)
(ii)	2004	Rs. No expenditure has so far been incurred

23. ***Mr. Muhammad Akram:** (Notice received on 29-11-2005 at 3.20 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) *the amount spent on the construction, repairing and maintenance of the National Highways in the country since 1st July, 2002 with province-wise breakup; and*

(b) *the amount collected from various tool plazas on the said Highways during the said period with province wise breakup?*

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) *Repair, Maintenance and Rehabilitation.*—The province-wise funds utilization for the fiscal years 2002-03, 2003-04 and 2004-05 was as under:

Province		*Rs. in Million*
Punjab		6996.525
Sindh		1701.406
NWFP		2522.341
Balochistan		2112.442
	Total:	**13332.714**

Construction Projects

Province-wise utilization of funds for construction during the fiscal years 2002-03, 2003-04 and 2004-05 was as follows:—

Rs. in Million

Province	2002-03	2003-04	2004-05
Punjab	5713.74	4539.93	6205.00
Sindh	2178.08	1927.49	2088.32
NWFP	3968.05	3928.08	2078.31
Balochistan	3437.14	6297.62	4609.00
Indus Highway	0295.49	0131.48	0625.86
Azad Kashmir	—	0013.87	0037.09
Feasibility Studies	0025.09	0035.89	0038.85
Total:	**15617.59**	**16874.36**	**15682.43**

(b) **Toll Revenue**

The province-wise detail of toll collection for fiscal years 2002-03, 2003-04 and 2004-05 is as under:—

Province		*Rs. in Million*
Balochistan		11.859
Punjab		6988.675
Sindh		2344.663
NWFP		633.694
	Total:	**9978.891**

24. ***Mr. Farhat Ullah Babar:** (Notice received on 05-12-2005 at 10.00 a.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the contracts of two toll plasas at Sangjani and Pattaki on N-5 given to private contractors was cancelled by the NHA. if so, the reasons thereof; and

(b) the whether it is also a fact that after the termination of these contracts fresh contracts have been awarded to FWO and NLC without bids, if so, the cost of previous and present contracts?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) Yes, Sangjani and Pattoki toll plazas on N-5. were given to private contractors which were cancelled, because of the following reasons:—

(a) Firms could not doposit toll amount according to the toll rates.

(b) Contractors were not only overcharging but were submitting further claims.

(c) There was rough handling at toll plazas and transporters started complaining about the dealing of toll operators.

(b) Yes, after termination of these contracts fresh contracts have been awarded to NLC and FWO at the rate of 13% instead of 20%. The contract conditions are in favour of NHA as compared with private contractors. The comparison of revenue between present and previous contracts is at Annex-A.

Annex-A

Comparison of Revenue between Present and Previous Contracts

	Monthly Revenue		Yearly Revenue	
	Sangjani Rs	Pattoki Rs	Sangjani Rs	Pattoki Rs
Present Contractors (FWO/NLC)	18,416,090	10,487,889	220,993,085	125,854,670
Previous Contractors	15,687,335	9,141,272	188,248,016	109,695,272
Difference	2,728,755	1,346,617	32,745,069	16,159,378

25. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 05-12-2005 at 1.05 p.m.)

Will the Minister for Ports and Shipping be pleased to state the number of persons in BPS 1 to 21 working at Karachi and Gwadar Ports with province-wise break up?

Mr. Babar Khan Ghouri: The information is being collected from the Ports and will be placed before the August House as soon as received.

26. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 05-12-2005 at 1.05 p.m.)

Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the number of toll plazas between Hub-Karachi road and on G.T. road between Peshawar to Islamabad; and

(b) the amount of toll tax collected from these said plazas during the last one year?

Mr. Muhammad Shamim Siddiqui: (a) There is only one Toll Plaza on Hub-Karachi Road situated at Hub Chowki on National Highway (N-25) and three between Peshawar and Islamabad on National Highway (N-5).

(b) A net revenue of Rs. 334,497,293/- was collected from the above Toll Plazas during FY 2004-05, as indicated below:—

National Highway (N-25)	**Amount (Rs)**
Hub Chowki	32,104,875
National Highway (N-5)	
River Indus Bridge*	65,543,478
Harro	86,451,216
Sangjani	150,397,724
Total:	**334,497,293**

*Known as Iqbal Shaheed/Khairabad Bridge

27. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 05-12-2005 at 1.05 p.m.)

Will the Minister for Education be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish new model schools in F-6/1 and F-6/4, Islamabad or to upgrade the existing junior model schools in that sectors as model schools, if so, when?

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: There is no proposal under consideration of the Government to establish new Model School or upgrade the existing Junior Model Schools in F-6 sector because the existing Educational Institutions are adequately meeting the Educational requirements of the residents of the sector.

(The House was then adjourned for *Maghrib* prayers)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب چیئرمین محمد میاں سومرو کے زیر صدارت دوبارہ اجلاس شروع ہوا)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: السلام و علیکم۔ We will take up the leave applications

محترمہ فوزیہ فخر الزمان خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 23 تا 25 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید نے قریبی عزیز کے انتقال کے باعث آج مورخہ 26 دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ہمیں بڑا افسوس ہے ان کے اس loss پر۔ جسٹس عبدالرزاق تھہیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے مورخہ 26 تا 30 دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر کراچی میں ہیں اس لئے مورخہ 30 دسمبر تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب بابر خان غوری نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 26 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

محترمہ گلشن سعید صاحبہ کے قریبی عزیز کے لئے فاتحہ پڑھ لیں۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر نہیں لے رہے۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: It is relevant to the Minister of State in earlier session.

Mr. Chairman: Relevant to?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ : وہ جو respond کیا تھا جناب وزیر برائے پارلیمانی امور نے کہ in next session the adviser on Higher Education Commission attend or not attend. جناب چیئرمین ! میرا سوال یہ ہے کہ there is limit on the adviser to Prime Minister. ٹھیک ہے۔ اب یہ ان پانچوں میں شامل ہیں یا ------

جناب چیئرمین : دیکھ لیں گے۔ اگر ہیں تو then he can come here غالباً ابھی نہیں ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: شاید پانچ سے زیادہ ممبر ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر ہونگے تو آئیں گے ورنہ نہیں آسکیں گے۔

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Constitutional advisor or unconstitutional adviser.

جناب چیئرمین : نہیں' constitutional adviser ہوں گے لیکن یہاں آنے کی entitlement شاید نہ ہو۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ : بہت شکریہ جناب' منسٹر صاحب جواب دیں گے اس کا۔

جناب چیئرمین : نہیں سیکرٹریٹ چیک کرے گا اگر وہ آتا ہے تو we will request him to come if you entitle to it, if not then we will convey to the House either way.

سینیٹر کامل علی آغا : ایک پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پھر ایک مجھے یہاں بھی دینا پڑے گا۔

POINTS OF ORDER

RE: ATTACK ON A NEWSPAPER OFFICE

سینیٹر کامل علی آغا : جی why not جی' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ 23 تاریخ کو

"خبرون" اخبار کے دفتر پر حملہ ہوا۔ یہ جناب وہاں کا اخبار ہے National level پر اس کی establishment ہے اور یہ پنجاب میں base ہونے کے باوجود یہ سندھ سے چھپ رہا ہے۔ اس پر اس لیے حملہ کیا گیا کہ اس نے کالا باغ ڈیم پر حکومت کا اشتہار چھاپ دیا۔ اب یہ جناب آزادی صحافت ہے اور اگر awareness کے لیے حکومت کوئی اپنا موقف publish کرواتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے اخبار کو جلا دیا جائے۔ یہ طریقہ کار اب دنیا میں نہیں ہے۔ اپنی اپنی رائے ہے۔ کوئی اپنی رائے کا اظہار جلسے کے ذریعے کرتا ہے، کوئی seminar کے ذریعے کرتا ہے اور کوئی press conference کرتا ہے، کوئی جلوس نکالتا ہے۔ یہ ساری چیزیں اپنے اپنے طریقہ کار کے تحت چلتی رہتی ہیں۔ یہ طریقہ کار کہ law and order کی situation کو خراب کیا جائے اور مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اس بات پر کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے اور اگر آزادی صحافت کے کوئی champion بننا چاہیں گے تو اس وقت یہ سارے کے سارے اٹھ کے کھڑے ہو جائیں گے لیکن آج ایک اخبار کے دفتر کے اوپر حملہ ہوا اور سکھر کے اندر جناب پورے شہر میں harassment ہوئی، فائرنگ کی گئی اور اخبار کے دفتر کا سارا فرنیچر جلا دیا گیا۔ اس کے بعد جو reporting ہوئی ہے اس میں یہ ہے، مختلف اخبارات یہ بتا رہے ہیں کہ اخبار میں کام کرنے والے صحافیوں کو threat کیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے جناب۔ اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی طرف سے تنبیہہ کرنی چاہیے اور حکومت سندھ کو اس معاملے میں ایک strict action کے لیے تجویز کرنا چاہیے کہ ملزمان کو پکڑا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: اس کو میں نے ہی launch کیا تھا وہاں، جب یہ سکھر سے شروع ہوا تھا اور یہ کس point پہ ہے کیونکہ قاری صاحب کا ایک میرے پاس point of order ہے we are not taking up point of order جی، اس پر بحث نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ لوگ آپس میں فیصلہ کر لیں بلوچستان discuss کرنا ہے یا--- ایک منٹ ایک منٹ پہلے قاری صاحب نے مجھے ایک

point کے لیے لکھ کے بھیجا ہوا تھا ۔بہرحال آپ اس پر بول لیں۔ مختصر رکھیں ۔ پہلے صفدر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں آغا صاحب کی بات میں بالکل interfere نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ انہوں نے opposition کی طرف اشارہ کیا کہ اپوزیشن آزادی صحافت کا بہت شور مچاتی ہے لیکن یہاں پہ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو حملہ ہوا ہے اس وقت بھی وہاں PML(Q) کی حکومت ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ان کے اپنے وزیر اعلیٰ ہیں تو ان کو خود protection دینی چاہیئے اخبار نویسوں کو اور جو وہاں کے اخبارات ہیں ان کو protect کرنا ان کی ذمہ داری ہے' ہماری ذمہ داری نہیں ہے لیکن جہاں تک کالا باغ کا سوال ہے انہوں نے یہ کہا کہ جی حکومتی رائے اگر چھاپی جائے' جناب " حکومتی رائے" کہ اس point پر حکومت کی کوئی رائے ہے تو ہمیں تو پتا بھی نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ جان رہے ہیں یا اخباروں میں یہ باتیں آ رہی ہیں کہ جنرل مشرف یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، ابھی اس پر discussion ہونی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، کیوں اشتہار دیا گیا ہے حکومت کی طرف سے کالا باغ ڈیم پر۔ میں اس بات کو condemn کرتا ہوں۔ یہ کوئی پالیسی نہیں' کس حکومت کی پالیسی ہے مجھے بتائیں' کس کی پالیسی ہے Sir؟

جناب چیئرمین، حکومت کی ہو گی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میری عرض سن لیں Sir کہ کالا باغ ڈیم پر اس حکومت کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ یہ صرف جنرل مشرف کی پالیسی ہے اور کوئی پالیسی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں ۔ سینیٹر تنویر خالد صاحبہ۔ آغا صاحب تشریف رکھیں ' تنویر خالد صاحب کچھ بولنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر تنویر خالد، جناب چیئرمین ! جو مسئلہ point of order پر کامل علی آغا

صاحب نے اٹھایا ہے میں اس کو support کر رہی تھی کہ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اخباروں کے دفتروں کو جلا دیا جائے۔ اگر ایسی بات ہو رہی ہے تو to me, leaders lead کرتے ہیں عوام کی رائے بنانے کے لئے those were the leaders ان کو ایسی چیزیں نہیں کروانی چاہئیں اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور جو آغا صاحب نے کہا قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب آپ کا کوئی point of order ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، عباسی صاحب! ان کو بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! اگر معزز رکن کی زور سے باتیں کرنے سے بات بنتی ہے تو میں ان سے زیادہ زور سے بات کرسکتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ نے اپنا پوائنٹ پیش کردیا ہے ۔اب دوسروں کو بھی موقع دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! آپ سنیں وہ باتیں کرتے رہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ یہ قوم کا مسئلہ ہے، یہ پاکستان کا مسئلہ ہے وزیراعظم صاحب اور حکومت یہ کر رہے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، عباسی صاحب ! ابھی اخبار کا معاملہ تھا ۔ تفصیلی بحث کرنی ہے ۔ آپ اس میں ساری باتیں کرلیں ۔ قاری عبداللہ صاحب آپ کا کوئی point of order تھا ۔ قاری عبداللہ صاحب بولیں جی۔ آغا صاحب تشریف رکھیں ۔جی قاری صاحب ۔

RE: CHANGE IN CURRICULUM

سینیٹر قاری محمد عبداللہ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلی بات آپ کی وساطت سے میں تمام حضرات سے یہ اپیل کروں گا کہ لہجہ نرم ہو اور دلائل مضبوط ہوں۔یہ انتہائی ضروری بات ہے۔جہاں تک صحافت کا تعلق ہے تو یہ امت مسلمہ کی تاریخ

میں ایک بہت بڑی حیثیت رکھتی ہے ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن صحافت پر پابندی لگانے والے کون ہیں یہ بڑی طویل اور دلخراش داستان ہے میں اس کی طرف نہیں جانا چاہتا ۔ آغا صاحب خطیب بھی ہیں ، آغا بھی ہیں تاریخی آدمی بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں بہرحال ان کی اپنی رائے ہے۔

جناب چیئرمین ! درحقیقت بات یہ ہے کہ نماز کے بارے میں ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے جو ارشاد فرمایا تھا یقیناً تعلیمی وزارت ملک کی سب سے بڑی اہم وزارت ہے اور ملک کی زینت، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی زینت ، تاریخ کی زینت ، قوم کی زینت یہ ساری چیزیں تعلیم سے وابستہ ہیں لیکن وزیر تعلیم ہونے کے باوجود اور انہوں نے اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے فریضے کو اور جس کے اندر قرآن کریم میں 106 آیتیں صراحتاً مذکور ہیں انہوں نے بڑی اچھی بات بھی کہی ۔ بات یہ ہے اور جواب جو انہوں نے دیا اور بعد میں اخبارات میں بھی وہ بات آئی اور اس کے بارے میں اگر میں فقہی بات کروں یہ تو چودہ سو سال پرانا مسئلہ ہے اور امت مسلمہ اس پر چلی آ رہی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک اور بہادر شاہ ظفر سے لے کر آپ تک امت مسلمہ میں یہ بات چلی آ رہی ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب مختصر رکھیں point of order ہے مختصر کریں تاکہ آگے چلیں بڑا لمبا ایجنڈا ہے ۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ : اگر آپ اجازت دے دیں نہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ میں مکمل کرلیں ۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ : بات یہ ہے کہ نصاب کے بارے میں انہوں نے جو کہا، آگے انشاء اللہ بات ہوگی، جو بات فرمائی ہے یہاں سے ایک ایجنڈا مکمل کر کے بھیج دیا ہے لیکن صوبائی وزرائے تعلیم کا کراچی میں جو پروگرام ہوا تھا اور نصاب کے بارے میں چاہیے تو یہ تھا کہ چاروں صوبوں سے ماہرین تعلیم کو جمع کرتے اور ماہرین تعلیم کی آراء کو اول فرصت میں وہ ترجیح دیتے اور یہاں وہ بتاتے کہ نصاب بنانے والے کون ہوں گے اور نصاب کس طرز کا بنایا جائے گا۔ آج اس ایوان میں جو جذبات کے طوفان کی طرف جا رہے ہیں۔ہم ایک قوم نہ بن سکے

یہ نصاب تعلیم کا نقصان ہو تو شاید آپ ناراض ہوں گے۔ ہم سب کچھ بن سکے لیکن ایک قوم بننے کے لئے ایسے نصاب کی ضرورت ہے جس کے لئے ماہرین تعلیم کے مشوروں اور آراء کو اور ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر پھر قوم کے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے نصاب ترتیب دیا جانے ۔میں آخری بات کہتا ہوں ۔ مطالعہ پاکستان کے بارے میں انہوں نے وضاحت نہیں فرمائی اور اس کا ذکر بھی انہوں نے اپنے ارشادات' کلمات میں فرمایا لیکن مطالعہ پاکستان 1970 سے پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے' اب کیا ہوگا اور اس بارے میں ایک واضح لائن ،ہمیشہ کے لئے جب تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے تو آنے والی نسلیں ہمیں قطعاً معاف نہیں کریں گی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Do you want to comment on it?

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: That is with regard to my reply because I made a very clear statement that day.

میں نے بہت واضح بیان دیا تھا اگر آپ کی hearing نہیں ہوسکی Pakistan Studies کے بارے میں تو میں دوبارہ repeat کرتا ہوں کہ میں نے بڑا clearly کہا تھا کہ کوئی ایسا plan نہیں ہے کہ اسلامیات اور پاکستان سٹڈیز کو خارج کیا جائے۔ دوبارہ میں repeat کرتا ہوں کوئی ایسا plan نہیں ہے کہ اسلامیات اور پاکستان سٹڈیز کو خارج کیا جائے ۔ دوسری چیز جو میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہی تھی کہ نماز کو کوئی خارج نہیں کر رہا ہے۔ یہ misreporting ہوئی ہے۔ طریقہ نماز' کہ ہاتھ چھوڑیں یا ہاتھ باندھیں' جو کہ فرنٹیئر کی کتاب میں نہیں ہے۔ صرف پنجاب کی کتاب میں تھا اور اس کی وجہ سے ساٹھ آدمیوں کی جانیں گئی ہیں۔ آپ قوم کو united رکھنے کی بات کرتے ہیں تو پھر مجھے سپورٹ کریں کیونکہ ہم نے کہا کہ کوئی ایسی چیز جو قوم کو divide کرتی ہے اس کو ہم نصاب میں شامل نہیں کریں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Chairman: I think, the matter is now over.

قاری صاحب تشریف رکھیں اس پر بحث نہیں ہو رہی ہے۔ اب میں item No.3 لے رہا ہوں۔

میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ ہمارا سینیٹ سیکرٹیریٹ چیخ رہا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، وہ چیئرمین تھا۔ اب وہ Adviser to the Prime Minister ہے under the Constitution ۔ Article 93 کے تحت ہے اور اس کا reciprocally he participates in this House. He can participate in the National Assembly House اور وہ جواب دے سکتا ہے۔ سوال کا جواب اور بحث کر سکتا ہے لیکن اس کا ووٹ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، Adviser مسز نیلوفر بختیار صاحبہ بیٹھی ہیں' اس طرح وہ بھی آ سکتے ہیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جب آپ وزیر بن جائیں گے تو آپ بیٹھ جائیں۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Reciprocally

جو آپ نے فرمایا وہ تو understandable ہے اور Article 93 of the Constitution is very clear. He enjoys the status of a Federal Minister and he can participate but this reciprocally مجھے سمجھ نہیں آئی-----

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں ادھر بھی جا سکتے ہیں' ادھر بھی آ سکتے ہیں۔ آپ بن جائیں' ابھی میں دعوت دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ کا جواب ہو گیا ہے ۔

سینیٹر متین شاہ، سوال یہ پوچھا ہے انہوں نے جو جواب دیا ہے ۔

جناب چیئرمین، کب؟

سینیٹر متین شاہ، ابھی ہم نے اکٹھا فلائی کیا from Islamabad to Karachi دو دن پہلے انہوں نے کہا کہ مجھے Constitution اجازت نہیں دیتا کہ میں پارلیمنٹ ---

Mr. Chairman: I think that is before the Minister's statement

and that you talked to him. After this, I think, the matter is now clear.

Senator Kamil Ali Agha: So, the Minister has a judgement and his judgement is final.

Mr. Chairman: Being a parliamentarian you are talking of rules in the Parliament, so he would certainly know. Item No.3.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب تمام کارروائی میں ہم شامل رہے لیکن جب sub committee بنی اس کے بعد انہوں نے قطعی طور پر اعتماد میں نہیں لیا اور finally جب یہ رپورٹ تیار کی گئی اس میں ہمیں شامل ہونا چاہیے تھا۔ ہمیں بالکل نہیں بلایا گیا قطعی طور پر میں یہ درخواست کروں گا کہ اس کو defer کیا جائے with the ruling کہ اس کمیٹی کی رپورٹ final approval سے پہلے ہماری شمولیت کے ساتھ اس کو final کیا جائے۔ جناب یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ یہ رولز کی بھی خلاف ورزی ہے کہ جو movers ہیں ان کی move پر یہ ساری کارروائی ہوئی اور سینیٹ کا اتنا بڑا خرچہ ہوا اور اس کے بعد جب فائنل رپورٹ پیش کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا نہ ہمیں پتا ہے کہ یہ کیا رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں آپ سے ان کی بات نہیں ہوئی۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں جی، sorry

جناب چیئرمین، بھروچہ صاحبہ تو پچھلے دنوں میں یہاں نہیں تھیں۔ ریاض صاحب سے آپ کی بات نہیں ہوئی۔

سینیٹر کامل علی آغا، No, Sir, قطعی طور پر مجھے یہ رپورٹ دکھائی گئی ہے بلکہ یہ رپورٹ فائنل انہوں نے approve کی ہے۔

جناب چیئرمین، رپورٹ دکھانے کا rule پوچھ لیتا ہوں۔ کیا ہے۔ ہاؤس میں آئے گی۔ ڈسکشن میں آپ ---

سینیٹر کامل علی آغا، انہوں نے جب کمیٹی کی final meeting کی تو ہمیں انہوں نے نہیں بلوایا۔ we are the movers of this issue

Mr. Chairman: Let us hear the Chairperson of the Committee.

Senator Roshan Khursheed Bharocha: Mr. Chairman I thank you for giving me the floor....

Mr. Chairman: Let us hear the Chairperson

سینیٹر کامل علی آغا: میں decision کے بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں لیکن finally جب اس issue کے اوپر انہوں نے کمیٹی کی meeting بلائی ہے تو انہوں نے ہمیں تو بلایا نہیں ہے۔

سینیٹر روشن خورشید بھروچہ: جناب چیئرمین! movers نے یہ move کیا تھا about the students registration اور یہ جو رپورٹ ہے it is not about the students registration, it is about the private universities. This has nothing to do with the registration. رجسٹریشن کا بھی یہ فیصلہ نہیں ہے۔ یہ جو ہماری sub-Committee بنی تھی which is headed by Dr. Riar, they went to all the universities, institutions, call on the PMDC to find out which of the universities are registered and not registered and what are the problems.

So, this report does not concern about the registration of the students, it is about the university report.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں مجھے پتا ہے جو ٹائم لگ رہا ہے، یہ بھی ہاؤس کی دی ہوئی ایک assignment ہے ذرا سن لیں۔جی کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: اگر محترمہ چیئرپرسن صاحبہ item No. 3 پڑھ لیں کہ اس میں لکھا ہوا ہے۔

"Chairperson, Standing Commitee on Health to present report of the Committee on the solution of problems of private medical

colleges/universities/institutes about accreditation/registration of their students by PM&DC."

جناب چیئرمین، General policy کی چیئرپرسن کہہ لیں۔

Senator Kamil Ali Agha: The issue raised by us.

ہم movers ہیں ہمیں اعتماد میں لیا ہی نہیں گیا کہ انہوں نے جو اتنی exercise کی ہے، اس پر انہوں نے کیا resovle کیا ہے۔

Mr. Chairman: Let's hear the Parliamentary Affairs Minister.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اگر movers نے during meeting participation کی ہے اور یقیناً شروع شروع میں کی ہو گی تو last میں جب رپورٹ present ہوتی ہے تو that's done by the Committee and the Chairperson or the Chairman. That's not necessary that the movers first be called, they should be shown the report and be presented to this august House. It is not necessary at all.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب یہ ruling تو نہیں ہوئی، اس کو پھر بحث کے لئے رکھ لیں، میں بھی prepare ہو کر آ جاتا ہوں، یہ کوئی بات نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہم نے شروع میں issue raise کیا، آپ نے کمیٹی کے سپرد کیا، ہم کمیٹی کی دو تین meetings میں گئے، اس کے بعد اس issue پر sub-Committee بن گئی اور sub-Committee نے exercise کی ہو گی، بڑی محنت کی ہو گی، بالکل مجھے پتا بھی چلتا ہے اور میں نے ہاؤس میں بھی یہ بات کی تھی لیکن جب کمیٹی کسی چیز کو finalize کر دے اور واپس اسی agenda پر کمیٹی کی meeting بلائی گئی تو issue یہ ہے کہ کیا movers کو بلایا جانا ضروری نہیں تھا کیونکہ sub-Committee کی رپورٹ main Committee کے سامنے discuss ہونی تھی اور اس میں movers کی شمولیت ضروری تھی۔ اس میں کوئی شبہ والی بات نہیں ہے۔ اگر اس پر بحث کرانی ہے تو دوبارہ اس پر رکھ لیا جائے۔

جناب چیئرمین، پارلیمانی وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ ضروری نہیں۔ کیوں جی movers کے لئے ضروری نہیں ہے that is hard and fast rule

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: They were asked to be presented in the Committee meeting, they presented there.

وہاں انہوں نے جو مدعا بیان کرنا تھا وہ کر دیا اب باقی کام کمیٹی کا ہے کہ انہوں نے sub-Committee مقرر کی اور اس کے مطابق انہوں نے institutes, colleges and universities سے informations collect کیں تو اس کے بعد it is job of the Standing Committee itself and its Chairman or Chairperson کہ وہ جو بھی اس سے رپورٹ بنے، یہ ضروری نہیں ہے، یہ validation or rectification out of those, who were the proposers to be sent to the Standing Committee. تو ان کی ڈیوٹی simply اتنی ہوتی ہے کہ کوئی issue refer ہوتا ہے تو کمیٹی اسے بلاتی ہے، اسی لئے تو referral person is also called for and he gives his opinion, otherwise to complete its report, it is not must they should be present, they should look into it, they should read into it, that's their duty to inform them or they are called with the Committee.

Senator Dr. Abdullah Riar: Mr. Chairman, may I submit sir.

وہ اس issue پر confuse ہو گئے ہیں، مجھے ایک منٹ دیں، میں explain کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ let me just clear this ٹھیک ہے آپ بتائیے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب جو honourable member کامل علی آغا اور سعدیہ عباسی نے issue اٹھایا تھا وہ issue تھا۔

Secretary PMDC and not registration of medical students of IMDC, Para Medical College at Baqai University, that's how the resolution was passed and student for registration was the issue. Full committee,

Standing Committee on Health in the presence of the movers conducted more than one deliberation and reached to the House

نے اس پر full resolution pass کیا ہوا تھا، اس پر تو کمیٹی کو کوئی deliberation کرنے

کی ضرورت نہیں تھی۔ Students کی registration والے issue پر Committee

engaged with PMDC multiple times in presence of the mover, the

honourable Agha صاحب کی ہر چیز کو ہم نے ساتھ support کیا، پوری committee نے

himself was صاحب Chairperson herself took lot of interest, Minister

کر present in most of the deliberations. The point I am trying to make sir

on that issue, where mover had raised the issue of IMDC students

graduates those who were not registered by PMDC who have taken their

standing committee of پر issue اس exams at Baqai Medical University,

ہوا unanimous decision کا Senate

and decision was forwarded for the implementation to the Ministry of Health and a sub-committee was formed to look at larger problem that medical profession is encountering at this time. The sub-committee's charter, as you see sir, in the report had nothing to do with the movers, subject raised on the floor and the registration of one particular segment of students. So, the Committee took the pains of going through all the provinces, doing the six months of due deliberation and sir, a unanimous document was created in the sub-committee and unanimously adopted in the full Committee. Time and again not only myself under capacity of the Chairman of the sub-Committee but as a member of the Standing Committee, I have consulted with Kamil Ali Agha sahib and your presence sir, on that day....

kindly give me the permission to make the point correct. کامل علی آغا صاحب!

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آغا صاحب! سن لیں۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, this is issue what I am saying.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین صاحب! ایک چھوٹی سی بات ---

جناب چیئرمین، ان کو بات کر لینے دیں، let him finish. پھر آتے ہیں، ایک بات تو کر لینے دیں۔

Senator Dr. Abdullah Riar: How can you deny the right not to present the report. If you want to be as mover even if you have the voting right, you have one member voting right This is insult to us, sir, this is insult to us, I have put such a hard effort for six months, all my members, the treasury members, everyone has been on board on the committee report and he is not satisfied as a mover, it is not...

سینیٹر کامل علی آغا، یہ ایسے بولیں گے تو میں ان کو اس کا جواب دوں گا، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، میں ان کی عزت کر رہا ہوں، ان کا احترام کر رہا ہوں، اس کا یہ مطلب لے رہے ہیں۔

Senator Dr. Abdullah Riar: You cannot insult us.

سینیٹر کامل علی آغا، ان کی کیسے insult ہو گئی ہے؟ اس کی کیوں insult ہو گئی ہے؟ یہ عوامی مسائل ہیں، اگر انہوں نے 6 ماہ TADA لئے ہیں تو انہوں نے کوئی احسان نہیں کیا۔ یہ کوئی بات نہیں ہے، یہ کیسی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیئے۔ ان کو ختم کر لینے دیں۔ میں وسیم صاحب سے پوچھتا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ matter confuse ہو گیا ہے، میں کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ

movers have کو refer ہوا تھا تو وہ movers کی وجہ سے ہوا تھا اور matter committee right کہ اگر sub-committee بنتی ہے تو اس کی report اگر main committee میں آتی ہے تو اس کو discuss کرتے وقت movers کی موجودگی ضروری ہے۔ یہ میرا claim ہے اور اگر اس پر بحث کرنی ہے تو by rules میں on the floor اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ میرا point ہے۔

جناب چیئرمین، ان کو ختم کر لینے دیں، تشریف رکھئیے۔

سینیٹر کامل علی آغا، ان کی بےعزتی ہر دس منٹ کے بعد ہوتی ہے(xxx) -

جناب چیئرمین ، نہیں ، نہیں these comments should be expunged, کوئی personal comments نہیں۔ آغا صاحب! تشریف رکھیئے، ان کو ختم کر لینے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب! میری کوئی بےعزتی نہیں ہوتی، میرے محترم دوست ہیں، میں ان سے گزارش کر رہا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں آپ کی عزت کر رہا ہوں اور آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے claim کیا، میں نے کہا کہ آپ نے مجھے اعتماد میں لیا، یہ بات نہیں ہے، rules کی ہے۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب! تشریف رکھیئے۔ ان کو سن لینے دیں، میں پھر آتا ہوں، تشریف رکھیئے۔ ایک منٹ ذرا بات کر لینے دیں۔ بلیدی صاحب! تشریف رکھیں کوئی جان بوجھ کر نہیں کر رہا، آپ نئی بات نہ کریں، آپ تشریف رکھیں۔ جی ریاڑ صاحب۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, my submission is to the honourable Leader of the House and Leader of the Opposition and the Minister for Parliamentary Affairs and the Chairman, Standing Committee on Health and the honourable Chief whip of the Treasury, sir, my submission

---

\+ [(xxx) Words expunged by the orders of the Chairman]

صرف اتنی تھی and I submit humbly again کہ ہاؤس میں جس مسئلہ پر یہ issue raise ہوا تھا' students کے اس set up پر standing committee نے discuss کیا اور debate کی۔ آپ اس کے بارے میں وزیر صاحب سے پوچھ لیں' وہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' کمیٹی نے اس issue کو نپٹا دیا تھا۔ آپ اس بارے میں دوسرے ممبران سے بھی پوچھ لیں۔ جناب والا! اتنا ظلم نہ کریں کہ بس ایک ہو ہو' ہاہا میں ہمیں ایک تگڑم لگا دیں' we have the right to defend our point of view. میری گزارش یہ ہے کہ۔۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! ان کی آپ language دیکھیں۔ آپ اسے expunge کر دیں۔

جناب چیئرمین، میں نے expunge کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! میری بات سنیں۔ یہ بالکل غیر ضروری بول رہے ہیں۔ میں یہ کہہ رہاہوں کہ اگر یہ issue نہیں ہے تو پھر یہاں report پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے۔ اگر یہ میرا matter نہیں ہے تو پھر on the floor of the House report کیوں پیش کر رہے ہیں۔ یہ میرا سوال ہے۔ اس کا جواب دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ سب تشریف رکھیں۔ پہلے رضا صاحب کو سن لیں۔ ایک منٹ انہیں سن لیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، بلوچستان کو حقوق سے deprive کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، یہاں کوئی حقوق deprive نہیں ہو رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، یہ issue کو non issue بنا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، ہاؤس کا کوئی issue, non issue نہیں ہوتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے بول لیا ہے۔ رضا صاحب کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میں آپ سے گزارش

کروں کہ obviously یہ issue بہت دفعہ اٹھا ہے اور اس وقت یہ ایک contentious issue بن چکا ہے جس کا میں نہیں سمجھتا کہ فوری طور پر کوئی حل نکلے گا اور ہم پہلے ہی کافی وقت اس پر consume کر چکے ہیں۔ لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہاں بلوچستان کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اس کے بعد کالاباغ ڈیم پر بھی بحث ہونی ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اگر آپ نے یہ agenda item No.2 مکمل کر لیا ہے تو اس کے بعد آپ skip کرکے agenda item No.9 پر آ جائیں اور اسے take up کرلیں اور اگر اس کے بعد آج time بچتا ہے تو باقی Orders of the Day پورا کرلیں گے۔ اس issue پر بھی بات ہو جائے گی ورنہ یہ کل کے Orders of the Day پر یہ تمام items آ جائیں اور کل شروع میں ہی اس point کو take up کرلیں اور mean time دونوں حضرات کو اپنے Chamber میں بلا لیں، وہاں پر بیٹھ کر بھی بات کرلیں اور وہاں پر اس مسئلہ کو amicably solve کرلیں بجائے اس کے کہ ہم agenda کی item No.9 کو defer کریں۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے اور I would humbly plead to you کہ آپ یہ طریقہ کار اپنا لیں۔

جناب چیئرمین: وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد : یہ اچھی تجویز ہے کیونکہ اس میں interpretation of rule کا سوال اٹھا ہے تاہم میں نے ابھی اسے تفصیل سے نہیں دیکھا لیکن اگر آپ Chamber میں بلا کر discuss کرلیں تو بہتر ہے۔ میں بھی وہاں آ جاؤں گا اور یہ بھی آ جائیں گے۔ طریقہ کار وہاں طے کرلیں گے لیکن جہاں تک آغا صاحب کا موقف ہے کہ اس پر انہوں نے اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہے، اس کے لئے طریقہ موجود ہے یعنی Rule 194 کے تحت وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی! Rule 194 کے تحت۔

Senator Wasim Sajjad: Under the Rule 194, we can discuss in the committee and it will not become the report of the House unless it is adopted by the House.

وہ نقطہ نظر وہاں بیان کر سکتے ہیں۔ ہم ان سب معزز ممبران کو Chamber میں بلا کر ان سے

بات چیت کرکے اسے حل کر سکتے ہیں۔ وہاں rules کی interpretation بھی ہو جائے گی اور میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ amicably settle ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: As stated, now we can lay them and then we take it under Rule 194.

ٹھیک ہے آغا صاحب! آپ Chairperson, ریاض صاحب Leader of the Opposition and Leader of the House and Minister for Parliamentary Affairs, we can discuss it in my Chamber and find the way out. باقی میرا خیال ہے کہ انہیں present کرنے دیں کیونکہ اس پر دو دو منٹ لگیں گے اور اس کے بعد آرام سے اسے دیکھ لیں گے۔

(مداخلت)

Senator Wasim Sajjad: You may suspend the Rules in supersession of all rules and these reports can stand presented.

سینیٹر میاں رضا ربانی، آپ یوں کر لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، ایک sentence میں کر لیں کہ with the consensus of the House,all these reports stand presented.

Mr. Chairman: With the consensus of the House, in supersession of all rules, these reports stand presented and condoned. Now, we move on to item No.9.

کامل علی آغا صاحب! میرے چیمبر میں بیٹھ کر اسے دیکھ لیتے ہیں. do not worry.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وہ بھی issue ہے۔ اسے بھی resolve کر رہے ہیں۔ یہ ایک اور پہلو ہے جس کا ذکر کر رہے ہیں we will be able to resolve it.

سینیٹر کامل علی آغا، میرا خیال تو rules کی پابندی کروانا تھا۔

سینیٹر امان اللہ خان کنرانی، یہ جناب! اب دوبارہ شروع ہو جائیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، میں دوبارہ بھی شروع ہو جاؤں گا۔ انہیں میرا پتا بھی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔ اسے ہم انشاء اللہ sort out کرلیں گے۔ بلوچ صاحب! .no cross talk پھر آپ کہیں گے------

(مداخلت)

MOTION RE: LAW AND ORDER SITUATION IN BLOCHISTAN

Mr. Chairman: No cross talk please. This is the Senate of Pakistan. No cross talk please, address the Chair. We will take up item No. 9 "the House may discuss the situation in Balochistan". We will continue the discussion. Our first speaker for today is Mr. Sajid Mir, not present. Mr. Liaqat Bangulzai.

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، آج first speaker میں ہوں۔

جناب چیئرمین، ساجد میر صاحب نہیں ہیں تو اس کے بعد بنگزئی صاحب بولیں گے۔ آپ second speaker ہیں۔ اس کے بعد آپ بولیں گے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، List میں تو میرا نام ہے۔

جناب چیئرمین، ہے لیکن آپ دوسرے نمبر پر بولیں گے۔ پہلے موقع ان کو دے رہا ہوں کیونکہ میں نے ان کو commit کیا ہے کہ جو missing ہوگا تو میں آپ کو موقع دے دوں گا۔ یہ میرے پاس direct آئے تھے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، آپ اپنی مرضی تو نہ کریں۔

جناب چیئرمین، میں اپنی مرضی کے مطابق چل رہا ہوں۔ House میں Chairman کو یہ discretion ہے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، میں پھر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ، آپ کی مرضی ہے پھر۔ آپ second speaker ہیں اور second بولیں گے۔ جی بنگزئی صاحب۔

(اس موقع پر سینیٹر محمد اسلم بلیدی نے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین ! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ میں چاہ رہا تھا کہ ہماری قائمہ کمیٹی کی رپورٹس table ہوں کیونکہ ہمیں کافی عرصہ سے ان کا انتظار تھا۔ اب چونکہ وہ table ہو گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں بلوچستان کی صورتحال پر بحث دو دنوں سے جاری ہے۔ میں اس issue کو کسی اور تناظر میں دیکھنا چاہتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے پوری قوم کو جو میرے جذبات ہیں ان سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! اس وقت بات صرف ایک issue کی نہیں ہے۔ بات پورے پاکستان کی ہے۔ عالمی سیاسی تناظر میں اگر ہم دیکھیں تو پاکستان کو ایک ایسے انداز میں show کیا گیا ہے کہ ہم پر ہمہ جہت ہر سمت سے حملے ہو رہے ہیں۔ ہماری اخلاقی اقدار' values ' ہماری مذہبی values اور خصوصاً اس امر کی میں بار بار نشاندہی کرتا رہا ہوں اس ایوان میں کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں ایک ایسی فضا بنائی جا رہی ہے کہ جو لادین طبقہ فکر کی ترجمانی کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بڑے منصوبے کا چھوٹا سا کردار ہے جو یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ It is a great game. اس میں آغا خان بورڈ سے منسلک سکولوں میں ایسے سوالنامے مرتب کرکے بھیجے گئے جن کو پڑھ کر ہمارے سر شرم سے جھک گئے۔ کم سن بچوں اور بچیوں سے ایسے اخلاق باختہ سوالات کئے گئے کہ جو کسی بھی والدین کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ تعلیمی اداروں کے نصاب میں ایسے جملے ڈالے گئے کہ جن کو اگر میں دہراؤں' جس کی مجھے جرأت بھی نہیں ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ حالیہ افسوسناک اور تشویشناک عمل جو میں آپ کی خدمت میں بتانے جا رہا ہوں وہ ہمارے وزیر تعلیم صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نماز کو نہیں نکال رہے ہیں' نماز کے طریقے کو نکال رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کا تو مقصد یہ ہو گیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

جناب چیئرمین، بنگزئی صاحب! بلوچستان کی situation پر بات ہو رہی ہے۔ اس معاملے پر تو کئی دفعہ منسٹر صاحب statements دے چکے ہیں۔ دو دفعہ دے چکے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! ہمارے آج کے اخبار میں مذہبی امور کے وزیر نے شکوہ کیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، اخبار تو صبح آیا تھا۔ انہوں نے ابھی یہاں پر بیان دیا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، اعجاز الحق صاحب نے شکوہ کیا تھا کہ مجھ سے پوچھ کر انہوں نے یہ نصاب تبدیل نہیں کیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جناب چیئرمین! ان کی آپس میں کوئی understanding نہیں ہوئی تھی وگرنہ وہ یہ شکوہ نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہم عالمی سیاسی تناظر میں پورے طور پر گھر چکے ہیں۔ ہماری اخلاقیات، اقتصادیات اور معاشیات گروی رکھی جا چکی ہیں۔ اب کسی بڑے موضوع سے smoke screen انہوں نے پیدا کیا ہے۔ چھوٹا موٹا issue بنا کر وہ اپنا اصلی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے لئے چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں جس میں ہم الجھے ہوئے ہیں۔ میں اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ملک کا سمجھتا ہوں وہ ہے اعتماد کی کمی۔ ہمارے ملک میں انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے جو آجکل میں جسے "ڈرامہ" کہتا ہوں ڈرامہ رچا رہے ہیں۔ کونسا مسئلہ ہے جی وہاں؟ وہاں مسئلہ ہے صرف بطور ترجمان حکومت کے کہ کچھ جرائم پیشہ لوگ ہیں جن کا ہم پیچھا کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! جرائم پیشہ لوگوں پر ہیلی کاپٹرز کے ذریعے گولیاں تو نہیں برسائی جاتیں۔ ان کے لئے پولیس، ایف سی اور لیویز ہے اور وہاں جناب چیئرمین! چھاؤنی بنانے کے لئے انہوں نے کوئی ڈرامہ رچایا ہوا ہے۔ وہاں ہمارے علاقے میں کچھ تیل نکلا ہے۔ ان کو اب یہ چھپانے کی غرض سے وہاں چھاؤنیاں بنانا چاہتے ہیں اور وہ دولت نکال کر پھر آپس میں یہ بندر بانٹ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مختصر سی بات ہے۔

چونکہ بلوچستان کے حوالے سے بات ہو رہی تھی میں بار بار اسی فورم پر کہہ چکا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک کس لئے حاصل کیا

تھا؟ وہ اس مسئلے سے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر ۔ آج ۵۸ برس گزر گئے جناب چیئرمین! ہم نے لا الہ الا اللہ کے لئے کیا کام کیا ہے؟ جو ہمارا اصل مقصد اور target تھا اس سے یہ ہمیں ہٹانے کے لئے کبھی کالا باغ ڈیم کا، کبھی بلوچستان کا issue، کبھی وزیرستان کا مسئلہ اٹھاتے ہیں، کبھی القاعدہ کا مسئلہ اٹھاتے ہیں۔ یہ تو جی کوئی مسئلے نہیں ہیں۔ القاعدہ کا آج تک خود جنہوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ ہمیں غلط رپورٹنگ کی گئی ہے۔ اس وقت ہم مسلمانوں پر بڑی سخت مصیبت کی گھڑی آئی ہوئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پاکستان اپنا قائدانہ کردار ادا کرے، عراق، ایران اور فلسطین کے معاملات کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ چہ جائیکہ ہم چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھے رہیں اور آپس میں دست و گریباں ہو جائیں۔

بلوچستان کے مسئلے کا جہاں تک تعلق ہے، وہ ایک چھوٹا سا انتظامی مسئلہ ہے ۔ اس کو انہیں حل کرنا چاہیے۔ اگر کچھ علاقوں میں بے چینی ہے تو ان سے مل بیٹھ کر ان کو بات کرنی چاہیے۔ وہ اپنی سنائیں گے یہ اپنے دلائل دیں گے ۔ جیسا کہ ہمارے قاری صاحب نے کہا کہ لہجہ نرم ہو اور دلائل مضبوط ہوں۔ اگر دلیل میں وزن ہوگا تو یہ مان جائیں۔ وگرنہ میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایسا مسئلہ ہے۔

جہاں تک میرا point of view ہے کہ وسائل پر چاروں صوبوں کا، جس جس صوبے سے وسائل نکلتے ہیں رائلٹی ان کو دینا چاہیے۔ ہم آپس میں مربوط ہوں ۔ آج اگر بلوچستان سے گیس نکل رہی ہے پنجاب سے گندم نکل رہی ہے، سرحد سے بجلی نکل رہی ہے۔ تو اگر ہم آپس میں مل بیٹھ کر کوئی فارمولا طے کرلیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ایک دنیا میں کردار ادا کرنا ہے۔ عالم کفار جو اس وقت ہمارے خلاف کمربستہ ہو کر آگئی ہے ان کو نیچا دکھانا ہے ۔ چہ جائیکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو نیچا دکھائیں۔ میں انہی الفاظ پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ وماعلینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین: مسٹر محمد اسلم بلیدی۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی: میں اپنی تقریر کی ابتداء اس بلوچی شعر سے کرتا ہوں۔

(بلوچی شعر)

جناب چیئرمین! بلوچستان پر فوج کشی کوئی نئی بات نہیں۔ اس ملک کے معرض وجود میں آنے کے فوراً بعد 1948ء میں، جب کہ اس نوزائیدہ ملک کی عمر صرف ایک سال تھی اور 1940ء کی قرارداد پاکستان کی شکل میں یا بلوچستان کی پاکستان کے اندر شمولیت کے وقت پر جو وعدے ہمارے اکابرین سے کئے گئے تھے تو ملک بننے کے فوراً بعد ہمارے اکابرین نے کوئی اور گناہ نہیں کیا تھا، ان کا کہنا تھا کہ یہ ملک جو 1940 کی قرارداد کے مطابق بنا ہے، اس قرارداد کے عین مطابق اس ملک کے اندر ایک جمہوری اور حقیقی وفاقی پارلیمانی نظام رائج ہونا چاہیے۔ اس وفاق کے اندر قومی وحدتوں کو 1940 کی قرارداد کی روح کے عین مطابق سیاسی اور معاشی اختیارات ملنے چاہئیں لیکن بجائے کہ اس کے حکمران اپنے وعدے وعید اور commitment پر پورے اترتے انہوں نے بلوچستان کے اندر لشکرکشی کی، بلوچوں کی آواز کو طاقت کے ذریعے دبانے کی ناکام کوشش کی اور اس فوجی operation کے نتیجے میں ہزاروں بلوچ شہید ہوئے۔

جناب چیئرمین! بات یہاں تک نہیں رکتی، بانیان پاکستان کے قتل کے بعد اس ملک پر وڈیرہ شاہی اور افسر شاہی نے مل کر اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کیا۔ بجائے اس کے کہ وہ جمہوری راستہ اختیار کرتے، عوام کی بالادستی کو تسلیم کرتے، طاقت کے زور پر افسر شاہی نے اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کیا تو اسی دن سے ملک میں آباد چھوٹی قومیتوں نے خصوصاً بلوچوں نے یہ محسوس کیا کہ جس commitment کی بنیاد پر ہمیں اس ملک کے اندر شامل کیا گیا ہے اس پر حکمران پورے نہیں اتر رہے تو بلوچوں نے سیاسی جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔ اس ملک کی جمہوری قوتوں کے ساتھ مل کر، اس وقت بنگلہ دیش بھی پاکستان کا حصہ تھا، مشرقی پاکستان کے عوام کے ساتھ، پورے پاکستان کے عوام کے ساتھ مل کر جمہوری اور آئینی جدوجہد کا راستہ اختیار کیا لیکن اقتدار کے نشے میں مدہوش اس ملک کے غیرآئینی حکمرانوں، مارشل لائی ڈکٹیٹروں نے ایک دفعہ پھر 1958 میں بلوچستان کے اندر فوج کشی کی اور اس کے نتیجے میں ہزاروں بلوچ شہید کیے گئے۔

جناب چیئرمین! معاملہ یہاں پر نہیں رکتا، یہاں کی قوموں کو اور چھوٹے صوبوں کو مزید غلام بنانے کے لیے اس ملک کے اندر بدنام زمانہ ون یونٹ کا نفاذ کیا گیا یعنی بنگالیوں کی اکثریت کو کم کرنے کے لیے بلوچوں، سندھیوں، پشتونوں کی شناخت کو ختم کیا گیا اور بدنام زمانہ

ون یونٹ قائم کرکے اس ملک پر غیرآئینی، غیرجمہوری طریقے سے اپنا اقتدار مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس ناروا سلوک کے خلاف بلوچستان کی جمہوریت پسند اور انسان دوست قوتوں نے پھر جدوجہد کی راہ اختیار کی لیکن ڈکٹیٹروں، مارشل لائی اور عوام دشمن حکمرانوں کو صرف طاقت کا راستہ نظر آتا ہے تو اس جدوجہد کو بھی 1969ء میں کچلنے کی کوشش کی گئی۔ بلوچستان میں پھر وہی سلسلہ دہرایا گیا، پھر بلوچستان میں bombardment اور operation کا سلسلہ شروع ہوا۔ جناب! طاقت اور قوت کے استعمال کے نتیجے میں اس ملک کے حکمران Martial Law Administrator اس بات پر مجبور ہوئے کہ one man one vote کے ذریعے اس ملک کے اندر election کرا دیں۔ اسی الیکشن کے اندر نہ صرف مشرقی پاکستان کے لوگ بلکہ پورے پاکستان کے عوام نے اس جمہوری عمل کے اندر حصہ لیا اور اپنے اپنے نمائندے منتخب کیے لیکن مارشل لاء کے حکمران، جرنیل شاہی کسی طور پر بھی اقتدار عوام کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں تھے تو ایک بار پھر طاقت کا راستہ چن لیا گیا۔ بنگلا دیش کے عوام پر فوج کشی کی گئی، بنگالیوں کا قتل عام کیا گیا لیکن ہم بنگال کے حریت پسندوں کو سلام پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ڈکٹیٹروں اور قبضہ گروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جد و جہد کی اور آج وہ اپنے وطن کے والی و وارث بنے ہیں۔

جناب چیئرمین! بات یہاں تک نہیں رکتی، جس جمہوری عمل کے نتیجے میں جہاں جہاں سیاسی پارٹیوں نے اکثریت حاصل کی تھی یعنی باقی ماندہ پاکستان کے اندر سندھ اور پنجاب کے اندر Peoples Party نے کامیابی حاصل کی تھی، بلوچستان اور پشتونستان کے اندر National Awami Party اور JUI نے کامیابی حاصل کی تھی، عوامی طاقت سے مجبور ہو کر military ڈکٹیٹروں نے وقتی طور پر اقتدار عوام کے حوالے کیا اور ہمارے اکابرین نے باقی ماندہ پاکستان کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کیا۔ یہ ملک انتشار کا شکار تھا۔ 90 ہزار پہلوان جیلوں میں بند تھے، فوج شکست کھا چکی تھی۔ اگر ہم چاہتے اور ہمیں اس ملک سے محبت نہیں ہوتی تو ہم اس وقت بھی مزید مشکلات پیدا کر سکتے تھے لیکن ہمارے اکابرین نے بردباری کا ثبوت دیا اور آئین سازی کا حصہ بنے۔ باقی ماندہ پاکستان کی تعمیر نو میں اپنا کردار ادا کیا لیکن ہماری محب وطنی کو جس طرح سے کچل دیا گیا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کے لوگ محب وطن ہیں۔ بلوچستان کے لوگ اس ملک کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں لیکن طاقت کے زور پر نہیں، بندوق کی نوک پر نہیں، تلوار کی دھار پر نہیں، بین الاقوامی اصولوں کے مطابق، ایک آئینی پاکستان، ایک قانونی پاکستان، ایک جمہوری پاکستان کے اندر جس میں تمام شہریوں کے حقوق برابر ہوں، جس میں انصاف تمام شہریوں کے لیے ہو تو اس پاکستان کو کوئی oppose نہیں کرے گا۔ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ 1988 سے لے کر 1999 تک اس ملک کے اندر ایک لولا لنگڑا جمہوری عمل جاری رہا۔ اس جمہوری عمل کے اندر بھی بلوچستان کے لوگوں نے اپنا کردار ادا کیا اور اس جمہوری عمل کا حصہ بنے اور جمہوری اداروں کے توسط سے اپنے عوام کی خدمت کرتے رہے لیکن چونکہ اس ملک کی جرنیل شاہی کو اقتدار کی ہوس ہو چکی ہے اور اقتدار کی ہوس نے ان کو نیم پاگل بنا دیا ہے تو اس نیم جمہوری عمل کو بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ 12 اکتوبر 1999 کے اندر ایک منتخب وزیر اعظم کو پکڑ کر تین مہینوں تک گیراج میں بند رکھا گیا۔

جناب چیئرمین! جب امن کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں اور آپ لوگوں کو دیوار سے لگانے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر کیا ہوگا؛ پھر یہی ہوگا جو آجکل اس ملک میں ہو رہا ہے۔ وزیرستان سے لے کر گوادر تک کیا ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر ان تمام مسائل کی ذمہ دار اس ملک کی جرنیل شاہی ہے، اس ملک کی غیر آئینی حکمرانی ہے، اس ملک کے dictator ہیں۔

جناب چیئرمین! بات یہاں پر نہیں رکی۔ حوس اقتدار کے نشے میں جرنیلوں نے بلوچستان کو ہڑپ کرنے کا پلان بنایا۔ بلوچستان جیسا امیر صوبہ جہاں معدنی وسائل، تیل، گیس، سونا، سمندری دولت سے مالامال، حکمرانوں نے یہ سمجھا کہ بلوچ نالائق ہیں، یہ اپنے وطن کا دفاع نہیں کر سکتے۔ گوادر سے لے کر مری تک پنجاب بنالیں۔ نام نہاد میگا پراجیکٹ کے نام پر عظیم ساحل بلوچستان کی تمام زمین کی بندربانٹ کی گئی۔ کیا یہی ترقی ہے جناب چیئرمین؟ میگا پراجیکٹ تو دیگر صوبوں میں بھی شروع ہوئے ہیں، کیا وہاں پر بلوچستان کے لوگوں کو ایک انچ بھی زمین دی گئی ہے۔ گوادر پورٹ پراجیکٹ شروع ہوتے ہی، سو سے زیادہ ہاؤسنگ سکیمیں بنادی گئیں اور وہ سب غیر مقامی لوگوں کو دی گئی ہیں۔ گوادر ضلع کا رقبہ 12000 square

kilometer ہے۔ 90% فوجی Cantonment DHA, Air Base, Naval Base کے نام پر allot کئے گئے۔ کیا ہم اتنے ناسمجھ ہیں؟ کیا ہم ان سازشوں کو نہیں سمجھتے ہیں؟ جب بلوچستان کے عوام نے ان سازشوں کے خلاف آواز بلند کی، ان سازشوں کے خلاف جدوجہد شروع کی تو پھر وہی تاریخ دہرا دی گئی۔ وہی 1948ء والا قصہ دہرایا گیا۔ ایک بار پھر بلوچستان پر فوج کشی کی گئی۔ گزشتہ تین سالوں سے غیر اعلانیہ طور پر بلوچستان میں وہ operation جاری و ساری ہے اور ستم ظریفی یہ ہے جناب چیئرمین! کہ اس انسان کش operation کو ملک دشمنی کا نام دے رہے ہیں، وطن دشمنی کا نام دے رہے ہیں، پاکستان دشمنی کا نام دے رہے ہیں اور ترقی مخالفین کا نام دے رہے ہیں۔ جناب والا! ہم سے زیادہ ترقی پسند اس ملک میں کوئی پیدا نہیں ہوا ہے۔ ہم ترقی پسند ہیں اور یہ بڑی طوطا چشمی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جی یہ تو تین سرداروں کا مسئلہ ہے۔ تین سردار بلوچستان میں ترقی نہیں چاہتے ہیں۔ تین سردار بلوچستان میں خوشحالی نہیں چاہتے۔ میں اس ایوان کے توسط سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں اگر کوئی ترقی پسند ہے تو یہی تینوں سردار ہیں لیکن ان کا گناہ یہ ہے کہ وہ بوٹ پالش نہیں کرتے۔ ہر جرنیل کے درباری نہیں بنتے ہیں۔ ہر جرنیل کے آگے سر نہیں جھکاتے ہیں۔ لہذا ان سرداروں کو وطن دشمن کا نام دیا جا رہا ہے، ترقی دشمن کا نام دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! آج بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے؟ وزیر داخلہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوہلو سے لے کر گوادر تک سارے بلوچستان پر، بلوچستان کے غیور عوام پر، بلوچستان کے جمہوریت پسند عوام پر carpet bombing ہو رہی ہے۔ کوبرا ہیلی کاپٹر استعمال ہو رہے ہیں۔ Jet fighters استعمال ہو رہے ہیں۔ زہریلی گیس پھینکی جا رہی ہے بلوچوں پر-----

جناب چیئرمین: آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی: اگر یہ فوجی operation نہیں ہے تو پھر فوجی operation کی definition تو کوئی ہمیں بتا دے کہ وہ کیا ہوتی ہے۔ ,Paramilitary forces regular army, Pakistan Navy اور ان کے دوسرے ذیلی ادارے بلوچوں کی نسل کشی کے لیے کمربستہ ہیں۔ Bombardment ہو رہی ہے، قتل عام ہو رہا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب خود بیٹھے

ہوئے ہیں۔ یہاں پر، 8 دسمبر کو انہوں نے تربت میں ایک پریس کانفرنس کی تھی، اس میں انہوں نے کہا کہ بلوچستان سے چار ہزار لوگ ہم نے پکڑے ہیں---

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! آدھے منٹ میں conclude کریں۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی: وہ کس گناہ کی سزا میں بند ہیں؟ وہ گناہ ہمیں بتا دیں۔ گناہ ان کا یہ ہے کہ وہ اپنے وطن پر، اپنی سرزمین پر اپنے حق حاکمیت کی بات کرتے ہیں۔ اپنے وسائل پر اپنی ملکیت کی بات کرتے ہیں۔ اپنے لوگوں کی نوکریوں کی بات کرتے ہیں تو آج پھر انہی کیمپوں میں تشدد، انسان سوز تشدد ہو رہا------

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب تشریف رکھیئے۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی: جناب والا! ایک منٹ۔

جناب چیئرمین: بہرحال آدھے منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی: تو ہمیں ملک دشمن، ملک توڑنے والے پتا نہیں کیا کیا لقب دیتے ہیں۔ اس ملک کو پہلے بھی انہوں نے توڑا ہے۔ ابھی بھی اس ملک کو کچھ نقصان ہوا تو اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہونگے۔ اس شعر کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

دست قاتل میں ہے خنجر خدا خیر کرے
خون اچھلنے کے ہیں آثار خدا خیر کرے
جن کا دعوٰی ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھیں کہ گلستاں کو اجاڑا کس نے

جناب چیئرمین: صفدر علی عباسی۔ جی شیر پاؤ صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ (وفاقی وزیر داخلہ): ممبر صاحب نے کہا کہ میں نے کوئی statement دی ہے کہ بلوچستان سے ہم نے چار ہزار لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ میں نے کوئی ایسی statement نہیں دی ہے اور نہ کوئی ایسے واقعات ہیں کہ----

جناب چیئرمین: آٹھ دسمبر کا انہوں نے کہا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ: نہیں جی۔ اگر human trafficking کے حوالے

سے statement میرا آیا ہو تو اس کے ساتھ بلوچستان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلوچستان کے چار ہزار لوگ ہم نے نہیں پکڑے اور نہ کوئی ایسا ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب چیئرمین! چودہ اکتوبر 1999 کی وہ تقریر مجھے یاد ہے۔ 12 اکتوبر 1999 کو انہی لوگوں کی حکومت کو dismiss کرکے جب جنرل مشرف پہلی دفعہ ٹیلی ویژن پر آئے۔ اکثریت انہی میں سے تھی۔ 14 اکتوبر 1999 کی تقریر میں انہوں نے آٹھ پوائنٹ ایجنڈا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت آ رہا ہے کہ ہر پوائنٹ کا ہم تجزیہ کریں۔ اس میں دیکھیں کہ ان کا کہنا کیا تھا اور آج ملک میں ہو کیا رہا ہے۔ چاہے وہ accountability کے حوالے سے تھا' چاہے وہ آئین کے حوالے سے تھا۔ یہاں پر انہوں نے ایک بات کہی تھی۔ مجھے ان کے الفاظ یاد ہیں کہ ملک کے اندر disharmony ہوگئی ہے۔ inter-provincial harmony کی شدید ضرورت ہے۔ جناب یہ ان کے الفاظ تھے جو اس کے بعد انہوں نے مختلف اوقات میں دہرائے کہ جی میں inter-provincial disharmony کو convert کروں گا into inter-provincial harmony.

جناب چیئرمین! میرا سوال ہے آپ کے through اس حکومت سے اور جنرل صاحب سے کہ کدھر ہے ان کی inter-provincial harmony۔ ملک کے کسی کونے میں چلے جائیں' ملک کے کسی صوبے میں چلے جائیں۔ ایک disharmony کی وہ فضا پیدا کر دی گئی ہے جو کہ اس ملک کے لئے' یہ میں نہیں کہہ رہا neutral observer بھی یہ بات کر رہے ہیں کہ اس ملک کے وفاق کے لئے جو جنرل صاحب بات کر رہے ہیں' جس پوائنٹ کو وہ اٹھا رہے ہیں' مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ آئین یہ کہتا ہے Article 48-1 میں' وہ President ہیں یا نہیں ہیں وہ تو الگ بحث ہے۔ Article 48-B کہتا ہے کہ جی President is bound by Prime Minister's advice. مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ Prime Minister کی Cabinet کیا ان کو advise کر رہی ہے؟ یا یہ کہ جو میں نے سنا ہے' اخباروں میں بھی یہ باتیں چھپی ہیں کہ اگر وہ کسی meeting میں آتے ہیں تو ایک پھرا ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے' وہ آ کے نکال کے رکھتے ہیں میز

پر کہ میں نے یہ decision لے لیا ہے اب آپ implement کریں۔

جناب پاکستان میں اگر کسی چیز کا فقدان ہے تو وہ inter-provincial harmony ہے اور میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے اندر، Frontier کے اندر، سندھ کے اندر جس قسم کے حالات جا رہے ہیں وہ اس وفاق کے لیے خطرہ ہیں جو جنرل مشرف نے پیدا کیا ہے جو شاید جنرل یحییٰ کے بعد وفاق کے لئے اس سے بڑا خطرہ کوئی اور نہیں ہے۔ بلوچستان کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ سندھ کے اندر کالاباغ کے مسئلہ پر جو کچھ ہو رہا ہے اس پر جب بحث ہوگی تو ہم بات کریں گے۔ وزیرستان، وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے حتٰی کہ Northern Areas جو بالکل ایک پرامن علاقہ تھا، پاکستان کی سب سے خوبصورت اور پرامن جگہ، آج وہاں شیعہ سنی فسادات ہیں۔ اس حکومت کا یا Military Establishment کا، اس حکومت کا تو میں نہیں کہوں گا لیکن Military Establishment کا جس کو وہ کشمیر کہتے تھے، ایک زمانہ تھا کہ نعرے لگتے تھے کہ کشمیر بنے گا پاکستان لیکن میں آج آپ کو کہتا ہوں کہ وہاں آج آزادی کے نعرے لگ رہے ہیں کہ اگر کشمیر نے ہندوستان سے نکلنا ہے تو اسے آزاد ہونا ہے۔ اگر بلوچستان کے اندر یہ نعرے لگنے شروع ہو گئے آزاد بلوچستان کے اور آپ اس کو Administrative انداز میں دبانے کی کوشش کریں گے تو سب کے سر پھٹیں گے۔ ہم نے مشرقی پاکستان میں یہ کوشش کر کے دیکھ لی۔ ہم نے فوج کے ذریعے، فوجی action کے ذریعے عوام کو دبانے کی کوشش مشرقی پاکستان میں دیکھ لی، اس کا نتیجہ لاحاصل رہا۔

ہم آج جس پاکستان میں بیٹھے ہیں، 24 سال پہلے گزرے اور 24 سال اب گزرے 71ء کے بعد۔ میں اس لحاظ سے کسی پر الزام نہیں لگانا چاہتا لیکن جناب آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج پاکستان کا وفاق جس inter-provincial disharmony کا شکار ہے، اس کے نتائج بہت برے نکلنے والے ہیں۔ فوجی طاقتیں کبھی بھی کسی ملک کو یک جا نہیں رکھ سکیں۔ کسی ملک کو یک جا اس ملک کے عوام رکھتے ہیں، اس کے federating units رکھتے ہیں۔ اگر ملک پاکستان نے رہنا ہے تو سندھ نے، بلوچستان نے، پنجاب نے، صوبہ سرحد نے اور دوسرے علاقے جو ہمارے پاکستان میں ہیں وہ چاہے کشمیر کے ہوں، چاہے Northern Areas کے، جب وہاں کے لوگ چاہیں گے تو پاکستان رہے گا اگر اس کے علاوہ جو ہم نے چاہا کہ زور بازو سے ہم

پاکستان کو رکھیں تو یہ نہیں رہے گا۔

آپ بے شک ہمارے اوپر الزام لگائیں' بے شک پاکستان توڑنے کے لوگوں پر الزام لگانے شروع کر دیں' اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ وفاق وہ ہوگا جو لوگوں کے دلوں میں رہے گا۔ جب میں ایک سندھی کی حیثیت سے اپنے دل سے کہوں گا کہ میں نے اس ملک کے ساتھ رہنا ہے' میں نے پاکستان کے ساتھ کوئی دغا نہیں کرنی' میں نے پاکستان سے وفا کرنی ہے تو کوئی طاقت اس ملک کو نہیں توڑ سکتی۔ میرے بلوچ بھائی اگر یہ چاہیں گے ' ہاں اپنے دل سے چاہیں گے کہ اس ملک کو ہم نے رکھنا ہے' اس وفاق کو رکھنا ہے تو اس ملک کو دنیا کی کوئی طاقت اس وفاق کو توڑ نہیں سکتی لیکن جناب عالی! آج مجھے جو حالات نظر آ رہے ہیں تو یہاں پر Sir Combo attitude ہے' انگریزی میں کہتے ہیں Combo attitude اگر کوئٹہ جاتے ہیں گورنر بلوچستان سے ملنے تو پستول لٹک رہا ہوتا ہے۔ کیا وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں پستول کو یہاں لٹکا کے؟ گورنر بلوچستان کو ڈرا رہے ہیں یا بلوچستان کے عوام کو ڈرا رہے ہیں؟ یہ سارے impressions ہوتے ہیں۔ یہ ideas ہوتے ہیں ۔جنرل مشرف جو کچھ کرتے ہیں لوگ اس کا impression لیتے ہیں۔ کیا انہوں نے اس ملک کو اس پستول کے ذریعے یکجا رکھنا ہے جو ان کی کمر کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ کیا بحیثیت چیف آف آرمی سٹاف کے' یہ ان کو زیب دیتا ہے کہ اس ملک کے عوام کو بزور بندوق اور یا جو ان کا پستول ہے اس کے ذریعے یکجا رکھیں گے؟ نہیں جناب! اس ملک کو اگر یکجا رکھیں گے تو اس ملک کے عوام اور مجھے یقین ہے کہ اس ملک کی سیاسی قوتیں۔ حکومتیں آنی جانی شے ہوتی ہیں ۔ آج ہیں ' کل نہیں ہوں گی لیکن میری آپ سے اپیل ہے' میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا' یہاں پر بڑی پارلیمانی کمیٹی بنی ۔ Constitutional guarantee اس کی بات ہوتی ہے ۔ جناب! اس آئین کا تو مذاق اڑا کر رکھ دیا ہے آپ نے ۔ کس آئین کی گارنٹی کی آپ ان سے بات کرتے ہیں ۔ آج میں نے پچیس آرٹیکل ایسے نکالے ہیں جن کی violation ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین، دومنٹ آپ کے رہ گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، پچیس آرٹیکل میں نے یہاں بیٹھے بیٹھے نکالے ہیں

جن کی violation ہو رہی ہے ۔ کس آئین کی گارنٹی کی وہ بات کرتے ہیں کہ بلوچوں کو وہ آئینی گارنٹی دیں گے اور سندھیوں کو آئینی گارنٹی دیں گے کالا باغ ڈیم پر یا صوبۂ پختونخواہ کے لوگوں کو آئینی گارنٹی دیں گے ڈیم کے مسئلے پر ۔جناب! آئین کی جو بھی basic provision ہے جو وفاق کو declare کرتا ہے چاہے وہ NFC کا ہو چاہے وہ CCI کا ہو، جنرل مشرف اس کی violation کر رہے ہیں۔ اس آئین میں Inter Provincial Harmony کے تحت ایک پورا chapter ہے کہ صوبوں کو کس طرح سنبھالا جائے اس کا ذکر کیا گیا ہے ۔مجھے بتائیں کہ کس provision کو یہ حکومت violate نہیں کر رہی ۔ ہر ایک کو violate کر رہی ہے چاہے وہ National Finance Commission کا ہو یا وہ Council of Common Interests کا provision ہو، چاہے وہ Water related activity ہو Common Interests کی ہر provision کو violate کرے پھر عوام میں جا کر کہتے ہیں کہ ہم آئینی گارنٹی دیں گے ۔ کون مانے گا آپ کی آئینی گارنٹی کو۔

Mr. Chairman: Please conclude now.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، کوئی نہیں مانتا آپ کی آئینی گارنٹی۔ ایک شخص جو Article 244 کے تحت oath لے کر آتا ہے، جو کہتا ہے میں آئین پاکستان کی وفاداری کا حلف لیتا ہوں وہ آئین کو دو صفحوں کی کتاب سمجھ کر پھاڑ دیتا ہے، وہ کس قسم کی گارنٹی کی بات کرتا ہے۔ اس کی گارنٹی کو کون مانے گا؟ میں جناب! آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس گارنٹی کو نہ بلوچی مانیں گے، نہ سندھی مانیں گے ، نہ ان کے پنجابی مانیں گے اور نہ کوئی پختونخواہ کا آدمی مانے گا۔ اس کی گارنٹی کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ اس میں ہمت نہیں کہ وہ پارلیمان کا سامنا کر سکے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیئے ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔نہیں اب آپ ختم کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں conclude کرتا ہوں۔ جناب! میں واپس اسی موضوع پر جاتا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے سن تو لیں۔

جناب چیئرمین، نہیں اب ختم کریں۔ میں سن تو رہا ہوں باقی لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ آپ ہی کے لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ مجھے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔میں ایک کو سنوں یا بیس کو سنوں لیکن وقت تو آپ نے خود مقرر کیا ہے۔ پھر آدھے منٹ میں ختم کریں تاکہ باقی لوگ بھی بات کرسکیں۔

سینیٹر ڈاکٹرصفدر علی عباسی، جناب! میں پندرہ سیکنڈ میں ختم کرتا ہوں۔ اگر اس ملک کو بچانا ہے اور inter provincial harmony کو واپس لانا ہے تو اس حکومت کو seriously اپنا attitude تبدیل کرنا پڑے گا ۔ آئین اور قانون کی حکمرانی کو واپس لانا پڑے گا individual کی سیاست یہاں پر نہیں ہونی چاہیے چونکہ کسی individual کے دماغ میں یہ بات آگئی کہ میں نے یہ کرنا ہے تو سب بکریوں کی طرح میں میں کرتے اس کے پیچھے گھومیں۔ اس سے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ آپ کی آئینی گارنٹی کوئی accept کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اگر آپ نے اس وقت اپنے انداز میں تبدیلی نہ کی تو جتنا نقصان یہ پاکستان کو پہنچائیں گے شاید یحییٰ خان نے بھی نہیں پہنچایا تھا۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، ایاز خان مندوخیل۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو صدر پرویز مشرف کے دورہ بلوچستان کے موقع پر جو واقعہ رونما ہوا اس کی مذمت کرتا ہوں۔ وہ بڑا شرمناک واقعہ تھا یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے ایک بھائی اس وقت یہاں نہیں ہیں انہوں نے فرمایا کہ بھائی ایک معمولی سے قصے کو ایک بہانہ بنا کر فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا۔ اگر صدر صاحب پر حملہ ہوتا ہے اور وہ ایک معمولی قصہ ہے تو وہ بلوچستان کے عوام کو کس جگہ کسی چیز سے protect کرتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم آپ کو secure کر سکتے ہیں، کسی چیز سے بھی نہیں کر سکتے ۔سب سے پہلی اپنی بات یہاں پر openly دہشت گرد کا نام لیا جاتا ہے کہ فلاں آدمی جیل میں پڑا ہوا ہے۔ ایجنسیاں سادہ کپڑے میں آ کر اسے اٹھا کر لے گئی ہیں اور ان کا ابھی تک پتا نہیں چل رہا۔ اگر وہ دہشت گرد نہیں ہے تو ان کو کوئی بھی اٹھا کرنہیں لے جاتا۔ اگر وہ دہشت گرد ہیں تو اس ایوان میں ان کا نام لے کر پکارا

جاتا ہے کہ فلاں کو اٹھا کر لے کر جاتے ہیں، ان کی پشت پناہی کرنے کے لیے ہمیں ان کا نام نہیں لینا چاہیے۔ وہ آگے دہشت گردی میں PHD کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر روز ہمارے پنجابی بھائی، ہمارے جو پٹھان اور بلوچستان کے بھائی ہر وقت اس طریقے سے پکارتے ہیں کہ پنجاب نے یہ کیا ہے ، پنجاب نے وہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجابی بھائیوں نے اپنی سیاست چمکانے کے لیے، جس نے بھی جو کچھ کہا وہ بات خود ان کے خلاف جا رہی ہے ۔ ان کے لوگوں کو سب جب وہ پیسے کماتے ہیں تو وہ انہی سے اٹھایا جاتا ہے انہی کو اغواء برائے تاوان کے لیے لیکر جاتے ہیں۔ سال ہا سال تک پتا نہیں چلتا یہاں پر ہماری ایک سینیٹر ہے۔ ان کے عزیز رشتہ دار کو اٹھایا گیا ہے۔ تقریباً سوا دو سال ہو گئے ہیں ان کا پتا ہی نہیں چلتا فریدون کے علاقہ میں، اس کی بیوی بیچاری رو رو کر کہتی ہے ۔ دہشت گردی ہے تو ہم یہاں آ کر دہشت گردی کو support کرتے ہیں اور اس کو ہم رنگ یہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ قوم اور صوبے کے ساتھ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے ساتھ ہماری ہمدردیاں ہیں ۔ وہاں ہم لوگ بجائے ترقی کے تاریکی کی طرف جا رہے ہیں، چاہے پٹھان بھائی کر رہے ہیں چاہے اس کو بلوچ کر رہے ہوں کچھ لوگوں کی وجہ سے سارا صوبہ آگ میں جل رہا ہے ۔ کوئی آدمی نہیں جل رہا۔ کچھ نہیں ہو رہا سب کچھ ٹھیک ہے۔ میرے گھر کے قریب اگر کسی دہشت گرد نے راکٹ لانچر سے راکٹ مارا ہے، وہ میرے دوسرے کے گھر میں گرا۔ اللہ کا کرم ہوا کہ وہاں کسی کا نقصان نہیں ہوا لیکن اس سلسلے میں کسی نے پوچھا بھی نہیں۔ یہ آئے دن وہاں ہوتا رہتا ہے۔ کیا ان دہشت گردوں کو پکڑنے کے لیے کچھ کیا جاتا ہے اور اگر ان کو پکڑا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہاؤس میں آ کر ان کو support کیا جائے۔ یہاں ان کی پشت پناہی کی جاتی ہے ۔ اگر نہیں پکڑا جاتا تو اسے گورنمنٹ کی نااہلی کہی جاتی ہے۔ کس طریقے سے یہ نااہلی ہے اور یہ پشت پناہی کیوں کی جاتی ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے بڑی جذباتی تقریر کی کہ بلوچستان کے پختون بھائی، بلوچستان کے بلوچ بھائی، بلوچ بھائیوں کو بھی کچھ نہیں ہے، پختون بھائیوں کو بھی کچھ نہیں ہے۔ ترقی کے لیے صدر پرویز مشرف صاحب نے پانچ سال میں بلوچستان کے لیے جتنا کچھ کیا ہے ہم احسان مند ہونے کی بجائے ان کو criticise کرتے ہیں لیکن ہمیں criticise نہیں کرنا چاہیے۔ جب ہم لوگوں کو وہاں انہوں نے ترقی دی ہے۔ اس کے باوجود ہم لوگوں نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا ہے ۔

ایرانی آئے ہیں۔ Chinese آئے ہیں قتل کر کے ان لوگوں کو ان کے ملکوں میں بھیجا ہے۔ کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ یہ پرویز مشرف صاحب کر رہے ہیں یا ہم لوگ خود کر رہے ہیں۔ پرویز مشرف صاحب کا اگر نام لیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کو رکوا دیا جائے۔ پورے بلوچستان کو ترقی مل رہی ہے۔ ہم لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہیے لیکن نہیں ہو رہے تو وہ اپنی اپنی باتیں ہیں خود کو، کوئی کسی طریقے سے interpret کرتا ہے تو کوئی اس کو خوبصورت طریقے سے کہتا ہے۔ ہماری جو تاریخ ہے ان لوگوں نے جو کچھ بھی صوبے کے لیے کیا ہے میں سمجھتا ہوں ابھی بھی ہم لوگوں کی ترقی کے لیے کمیٹیاں بنتی ہیں کمیٹیوں میں ترقی کے لیے 25,25 اور 50,50 پوائنٹ اٹھائے جاتے ہیں جس پر کوئی کام نہیں ہوا' اگر اس میں دو دو یا پانچ پانچ per cent کر کے بھی کام کیا جاتا تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ backlog کے پلندے بن گئے ہیں' پلندوں کو ختم کرنے کے لئے اگر آپ آج سے شروع کر دیں اور ہماری دو کمٹیاں بنی ہوئی ہیں' ان کمیٹیوں کو دیکھا جائے' یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ راتوں رات بلوچستان کو نیویارک بنانا چاہتے ہیں' یہ راتوں رات نیویارک نہیں بن سکتا۔ ہم لوگ جو ترقی کے کاموں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کام کر دیئے جائیں' کچھ پر ہمارے ساتھ گورنمنٹ مانتی ہے' ان points کو ہمیں مان لینا چاہیے' ہماری سیاست اسی چیز سے چمکتی ہے کہ اگر ہم اسے ingnore کرتے ہیں' overlook کرتے ہیں اور ہم اس چیز سے انکار کرتے ہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے یہ request کرتا ہوں' اس میں ہمارے پٹھان بھائی بھی شامل ہیں' میں صرف بلوچوں کی طرف نہیں جا رہا' میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ فلاں کر رہا ہے' ہر ایک کی یہی کوشش ہے۔ بلوچستان خود اتنا خراب نہیں ہے جتنا ہم لوگ اسے خراب کر رہے ہیں۔ پنجاب اتنا خراب کر ہی نہیں سکتا جتنا ہم لوگ خود کر رہے ہیں' اس کے خلاف اتنا جا رہے ہیں' پنجاب تو بعد میں کرے گا جب ہم لوگ اسے کچھ ترقی کی طرف چھوڑیں گے۔

پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے' نفرتوں کی سیاست کی جا رہی ہے' یہ کیوں۔ ہم لوگ بھی تو وہاں رہتے ہیں' ہم لوگوں نے کسی پنجابی کو نہیں دیکھا' ہم لوگ یہاں آ کر کاروبار کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جتنی ہماری برادری بلوچستان کی ادھر construction یا دوسرے businesses میں involve ہے دوسری نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو تو آج تک کسی نے نہیں کہا

کہ بھئی آپ یہاں کام نہیں کر سکتے۔ کیوں ایسا کیا جاتا ہے اور وہاں پر اگر پنجابی آتا تو ہم لوگ اس کو منع کرتے ہیں۔ ہم لوگ یہ نفرتیں کیوں پھیلاتے ہیں۔ دو چار پارٹیاں اس کے خلاف ہیں تو میں ان سے یہ request کرتا ہوں کہ کم از کم اس کے خلاف نہ جائیں، اس کو positively لیں، ہماری سیاست positive ہونی چاہیے تاکہ وہ صوبہ ترقی کی طرف گامزن ہو۔ آج ہی سے اگر ہم شروع کر دیں تو انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، جناب ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہ دسمبر ہے، ہماری قومی تاریخ کے اعتبار سے black December، جس میں ہمارا ایک بازو ہم سے جدا ہوا اور مشرقی پاکستان نے بنگلہ دیش کی شکل اختیار کی۔ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ایک بہت ہی بڑے سانحہ اور واقعہ سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اگلے روز بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ کے ممبران ہمارے پاس آئے ہوئے تھے۔ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ دل میں یہ ضرور کہتے ہوں گے کہ یہ قوم ابھی تک 1971ء میں بیٹھی ہے۔ وہ بہت آگے چلے گئے اور ہم وہیں بیٹھے ہیں۔ وہی باتیں جو اس وقت کی جاتی تھیں اور وہی باتیں حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں بھی آئیں۔

Mr. Chairman the message of the report was loud and clear.

"That administrative action and military action does not solve political problems." and No. 2 " that the Army and the Generals should not involve themselves in politics."

یہ clear message تھا، اس کے جتنے بھی حصے اخبارات میں آئے، ہمارے سامنے آئے اور بڑی مدت کے بعد آئے، اس میں یہ دو چیزیں بڑی clear تھیں لیکن ان سے کسی نے کوئی سبق سیکھنے کی کوشش نہیں کی اور مشرقی پاکستان کے مسئلے کو ایک عام سا administrative or law and order کے مسئلے کے طور پر لیا گیا کہ تشدد سے، سختی سے، شدت سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن افسوس شدت کے جواب میں شدت بڑھی اور مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید گھمبیر ہوا اور حتیٰ کہ ہمارا حصہ ہم سے الگ ہوا۔

جناب چیئرمین! یہاں ہمارے محترم جنرل جاوید اشرف قاضی صاحب نے کہا کہ صدر state کا symbol ہوتا ہے اور اس کو امریکن عزیز ہے کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے تھا۔ جناب جتنی عزت یہاں state اور اس کے symbol کی ہے، اس کے زندہ گواہ جناب رفیق تارڑ موجود ہیں، ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ صدر مملکت کی عزت کیا ہے۔ صدر مملکت کی کوئی عزت نہیں۔ وزیر اعظم جو عوام کا منتخب نمائندہ ہوتا ہے، اس کی کوئی عزت نہیں ہے، اس کو چاہے ٹھوکر مار کر نکالا جا سکتا ہے۔ یہاں صرف ایک چیز کی عزت ہے اور اس کا نام وردی ہے اور اس کا جنرل ہی ہے۔

ابھی ہمارے دوست مندوخیل صاحب بات کر رہے تھے کہ جی راکٹ لانچرز رکھے ہوئے ہیں تو جناب ان چلانے والوں کو پکڑیں جنہوں نے جنرل صاحب پر حملہ کیا، ان کو پکڑیں جو راکٹ لانچرز چلاتے ہیں، ان کو پکڑیں۔ اس کا یہ حل نہیں ہے کہ آپ carpet bombing کریں، اس کا حل یہ نہیں ہے کہ آپ indiscriminate bombing شروع کر دیں۔ عوام کا کیا قصور ہے؟ اگر دہشت گرد ہیں---

Mr. Chairman: Listen to the honourable Senator please.

سینیٹر ساجد میر، ایاز صاحب نے کہا کہ یہ حکومت کی ناکامی سے منسوب کیا جاتا ہے اگر ان کو نہ پکڑا جائے، واقعی ناکامی ہے۔ آپ ان لوگوں کو pin point کر کے پکڑیں جو miscreants ہیں، جو شر پسند ہیں، جو آپ کے خیال میں یہ سب کچھ کرتے ہیں، آپ ان کو پکڑیں۔ اس میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان پر bombing کرنا، ان کو گولیوں کا نشانہ بنانا، اپنے ہی لوگوں پر ٹینک چڑھانا۔ اس کا اس سے قطعاً کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکمرانوں کے لئے تحمل اور بردباری بہت ضروری ہے، سب کے لئے بہت ضروری ہے لیکن حکمرانوں کے لئے بہت ضروری ہے لیکن ہمارے حکمران گولیوں کی زبان میں بات کرتے ہیں، ان کی زبان دھمکی آمیز ہوتی ہے اور اپنے ہی عوام کو دھمکیاں دیتے ہیں، ان کو ڈراتے ہیں کہ میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ میں سب کو ٹھیک کر دوں گا، یہ انداز کلام درست نہیں ہے۔

ہر ایک بات پر کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تم ہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔

تحمل سے بردباری سے، ہم پوری دنیا کو سبق دیتے ہیں کہ شدت پسندی نہیں ہونی چاہیئے، روشن خیالی ہونی چاہیے اور شدت پسندی کا معنیٰ ہم نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسلمان، امت مسلمہ ظلم برداشت کرے، اس کے سامنے سر جھکا دے اور اف نہ کرے۔ یہ تو امت کو درس ہے، یہ تو لوگوں کو درس ہے اور اپنا یہ حال ہے کہ کسی نے راکٹ لانچر چلایا، غلط کیا، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کے جواب میں ایک آدمی یا چند آدمی جو اس کے ذمہ دار ہیں، ان کو تلاش کرنے، ان کو پکڑنے کے بجائے، پوری آبادی صاف کی جا رہی ہیں۔

جناب! روشن خیالی اور شدت پسندی سے بچنا، اس کے حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس اکیسویں صدی میں اگر آپ عوام کو ان کا حق حکمرانی نہیں دیں گے، آپ ان کو ان کے حقوق نہیں دیں گے، آپ جمہوریت سے یہ وردی کا سایہ نہیں ہٹائیں گے، آمریت کا سایہ نہیں ہٹائیں گے تو آپ جو کہہ دیں، آپ نصاب تبدیل کر دیں، آپ امت کو کمزوری کا اور مظلوم ہونے کے باوجود چپ رہنے کا درس دیں، آپ جو مرضی کریں، آپ کو دنیا کبھی روشن خیال نہیں کہے گی۔ جب تک آپ اکیسویں صدی میں جمہوریت نہیں لاتے، عوام کا حق حکمرانی ان کو نہیں لوٹاتے جب تک اپنے ہی عوام پر ظلم کرنا آپ نہیں چھوڑتے، جب تک ان پر گولیاں برسانا اور ٹینک چڑھانا نہیں چھوڑتے، اس وقت تک کبھی دنیا آپ کو روشن خیال نہیں کہے گی۔ یہ آپ کا وہم ہے کہ آپ اپنی باتوں سے صرف روشن خیال کے طور پر پہچانے جائیں گے۔

تشدد، انتقام پسندی، شدت ان کے ہوتے ہوئے روشن خیالی کا دعویٰ ایک بہت بڑا تضاد ہے۔ بلوچستان کے بارے میں کمیٹیاں بنائی گئی تھیں، ہمیں معلوم نہیں ہے کا ان کا کیا ہوا ہے؟ مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی نے جو سفارشات کیں، ان کا کیا ہوا۔ وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی تھی، اس میں دستور کے بارے کیا تجویزیں دیں اور ان کا کیا حشر ہوا ہے، وہ خود بہتر بتا سکتے ہیں اور شاید بتائیں گے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ جب بھارت سے مذاکرات کرتے ہیں، آپ مذاکرات کو امن کی راہ قرار دیتے ہیں، مسائل کے حل کی راہ قرار دیتے ہیں۔ اپنے ہی لوگوں سے مذاکرات کرنے میں کیا حرج ہے، اپنے لوگوں سے بات کریں جو وہاں کے ذمہ دار لوگ ہیں ان

سے بات کریں، political لوگ ہیں، political سوچ کے لوگ ہیں۔ وہ عرصہ دراز سے پاکستان کی politics میں موجود ہیں اور ان کی بات political ہوتی، ان کی سوچ political ہوتی ہے، ان سے بات کریں، ان کے ساتھ بیٹھ کر مسائل حل کریں۔ ہم اگر اپنی قوم کے مسائل حل نہ کر سکے تو ہم دوسروں سے کس طرح مسائل حل کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم مذاکرات کی طرف آئیں، بات چیت کی طرف آئیں، افہام وتفہیم کی طرف آئیں۔ وہاں کے عوام یا دوسرے صوبوں کے عوام خواہ ان کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے یا صوبہ سرحد سے ہے، سب کے مسائل ہیں۔ان کا basic مسئلہ یہی ہے کہ ان کے پاس حق حکمرانی نہیں ہے کیونکہ وہ چرا لیا گیا ہے۔ انتخابات ہوتے ہیں اور ان کے صحیح نتائج سامنے نہیں آنے دیے جاتے۔ جب نتائج آتے ہیں تو ان کا کوئی نفاذ نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے مطابق حکومتیں بنتی ہیں۔ جناب والا! یہ ہمارے مسائل ہیں جو ایک عرصہ سے سلگ رہے ہیں۔ جب تک انہیں سلجھایا نہیں جائے گا، جب تک صحیح معنوں میں اورجمہوری انداز میں ان کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی، اس وقت تک نہ یہ مسائل حل ہوں گے اور نہ ہی ملک میں امن و چین قائم ہو گا۔

جناب والا! میں ایک بات کا اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ بلوچستان کا جغرافیہ بنگلہ دیش سے مختلف ہے اور اس لئے وہاں کچھ نہیں ہوگا۔ جناب والا! یہ بھی ہمارے ہاں ایک غلط فہمی ہے۔ جناب والا! نہ بلوچی الگ ہونا چاہتے ہیں اور نہ ہم انہیں الگ کرنا چاہتے ہیں تاہم اگر آپ چاہیں کہ تشدد کے ذریعے سے ان کی علیحدگی کو روکا جا سکے گا تو ہو سکتا ہے کہ اس میں آپ ایک وقت تک کامیاب رہیں لیکن جو بے چینی پیدا ہوگی، جو بد امنی اور بے سکونی پیدا ہوگی، شکایات پیدا ہوں گی اور جو شکایات کے انبار اور پہاڑ کھڑے ہوں گے، اس کا کون علاج کرے گا۔ یہ مسائل اندر ہی اندر سختی اور شدت کی وجہ سے سلگتے رہیں گے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں شدت پسند یا شر پسند موجود ہیں تو اس کی وجہ سے پورے صوبے کے ساتھ زیادتی کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آپ صوبے کے مسائل حل کریں۔ان کی جائز شکایات کا ازالہ کریں، ان کی جائز شکایات کو دور کریں اور ان سے بات چیت کریں اور یہی ایک طریقہ ہے جس پر آپ چل کر ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ اسی طرح جاری رہا تو

خدانخواستہ ملک کے ساتھ ایک بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔ اللہ اس سے بچائے لیکن اس سے بچنے کے لئے ہمیں کوشش اور سعی بھی کرنی چاہئیے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین ! شکریہ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ اس وقت بلوچستان کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے۔ بلوچستان زمینی لحاظ سے پاکستان کا تقریباً آدھا حصہ ہے اور وسائل کے لحاظ سے پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں اڑھائی گنا ہے۔ مسکینی بلوچستان میں باقی صوبوں کے مقابلے میں پانچ گنا ہے۔ بلوچستان میں احساس محرومی تینوں صوبوں کے مقابلے میں سو گنا ہے۔ جناب والا! میں کہاں سے اپنی بات شروع کروں اور کیا عرض کروں، مجھے سمجھ نہیں آتی ہے۔ ابتدا میں میرا خیال اور میرا ذہن ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ

کوئی روتا ہوا چہرہ ہنسا دینا عبادت ہے
دل غمگین کو ڈھارس دینا ہی عبادت ہے

لیکن یہاں صورت حال یہ بن رہی ہے کہ اپنی بات ثابت کرنے کے لئے دبایا جاتا ہے اور اگر آپ کی ہاں میں ہاں نہ ملائی جائے تو آپ کے پاس ٹھپے ہوتے ہیں، stamps ہوتی ہیں، مہریں ہوتی ہیں جن سے کسی کو آپ شر پسند کہہ دیتے ہیں اور کسی کو غدار کہہ دیتے ہیں اور کسی کو وفادار بنا دیتے ہیں۔ ہم آج تک نہیں سمجھ سکے کہ کل تک آپ کے جو غدار تھے، آج انہوں نے آپ کی ہاں میں ہاں ملائی اور وہ آپ کے یار غار اور وفادار ہیں۔ ہم غدار ہی سہی، ہم وفادار نہ ہی سہی، جو کچھ آپ ہمارا نام رکھتے ہیں، رکھیں لیکن حقیقت کا اظہار ضرور ہوگا اور ہم حقیقت کا اظہار کرتے رہیں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت آخر کیوں ہم چیختے ہیں؟ جناب چیئرمین صاحب! یہاں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ 120 billion کا کام بلوچستان میں ہو رہا ہے لیکن میں آپ کو تھوڑی سی اس کی ایک جھلک دکھا دیتا ہوں۔ ۴، نہیں، ۶ نہیں، ۸ سال کا عرصہ ہو گیا ہے ۲۰۰ کلو میٹر کا راستہ جو آپ کے جیکب آباد سے سبی تک ہے وہ نہیں بن سکا ہے۔ توسیع در توسیع،

پھر توسیع اور پھر توسیع، اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ ان کو کون توسیع دے رہا ہے؟ جب ہم کہتے ہیں کہ بھئی آپ نے جو ٹینڈر دیا تھا، آپ نے جو معاہدہ کیا تھا اس پر کام پورا کیوں نہیں ہوا تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری مرضی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب چیئرمین! ہم بار بار عرض کر رہے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو جو مظلوم اور غریب ہیں، جن کا تعلق محروم طبقے سے ہے۔ ہم نے مان لیا ہے کہ یہ شرپسندی ہے لیکن آپ نے بھی تو ان کے ساتھ اچھا رویہ نہیں رکھا ہے۔ آپ نے بھی تو ان کا دانہ پانی بند کر دیا ہے۔ کل تک آپ ان کو سب کچھ دیتے تھے۔ ہمیں آج تک یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ آپ ہنتے کس بات پر ہیں اور بگڑتے کس بات پر ہیں؟ پہلے جب ہمیں یہ سمجھ میں آئے آپ اس کو ظاہر کریں تب ہم بات کر سکتے ہیں ورنہ یہ ہماری سمجھ سے بالکل بالا ہے کیونکہ کل تک آپ ایک دوسرے کے دوست تھے اور آج دشمن ہیں۔ آج دشمن کل دوست۔ ہمیں اس کا کوئی پتا نہیں چلتا۔ اس لئے اس ایوان کے توسط سے جناب چیئرمین صاحب! میں گزارش کروں گا دوبارہ نہیں بلکہ سہ بارہ گزارش کروں گا کہ ان لوگوں کو حقوق دیے جائیں۔ ان کو سکول دیے جائیں۔ ان کو roads دیے جائیں۔ بلوچستان میں اس وقت حکومت کو اپنے ملازمین کے لئے تنخواہیں بھی قرض لے کر ادا کرنی پڑ رہی ہیں۔ جب یہ صورتحال ہوگی تو وہاں ترقیاتی کام کیا ہوں گے؟ وہاں پر اگر لوگوں کے جذبات نہیں ابھریں گے تو وہاں کیا پھول آپ پر برسائے جائیں گے؟ اس لئے میں اس House کے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ جناب والا! اپنے اس پروگرام پر جن کو بار بار کہتے ہیں کہ شرپسند اور بار بار کہتے ہیں کہ غدار، بار بار کہتے ہیں کہ بڑے بدمعاش ہیں۔ ان باتوں پر نظرثانی کی جائے۔ ان کی شکایات کا ازالہ ہونا چاہیے۔ ان کی جائز شکایات کو آپ رفع کریں۔ ہم پہلے لوگ ہوں گے کہ جو آپ کا ساتھ دیں گے۔ جب آپ کسی کو پانی نہیں دیں گے، جب آپ کسی کو روٹی نہیں دیں گے، جب آپ کسی کو چلنے کے لئے راستہ نہیں دیں گے، تو وہ لڑے گا نہیں اور کیا کرے گا؟

جناب عالی! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ ہے بلوچستان۔ اگر ہم کہیں کہ سڑک بنا کر دو

تو یہ کہتے ہیں کہ شرپسند ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ پانی دے دو تو کہتے ہیں کہ بدمعاش ہیں۔ ہم اگر کہیں کہ ترقیاتی کام کئے جائیں، سکولز دیے جائیں، گیس دی جائے تو کہتے ہیں کہ یہ شرپسند ہیں۔ جناب چیئرمین! خدارا! ذرا سوچیں۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں اعداد و شمار بیان نہیں کر رہا ہوں۔ بلوچستان کی گیس تین صوبوں کو پہنچ چکی ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ جو مین لائن کے ساتھ گاؤں ہیں آج تیس سال گزرنے کے باوجود وہاں ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر گیس نہیں دی گئی ہے۔ تو آخر یہ فریاد نہ کریں تو کیا کریں آپ مجھے بتائیں؛ اس لئے میری اس ایوان کے توسط سے گزارش ہے کہ جناب والا! بلوچستان کے اندر آئندہ ۵ سال کے ترقیاتی کام اس طرح کریں کہ باقی تین صوبوں کے ترقیاتی کام روک کر صرف بلوچستان کو گیس مہیا کی جائے، بجلی مہیا کی جائے، پانی مہیا کیا جائے، سکول بنائے جائیں، کالج بنائے جائیں، سڑکیں بنائی جائیں۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آپ کی بڑی بڑی مہربانی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، مسٹر متین شاہ۔

سینیٹر متین شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس معزز ایوان میں بلوچستان کے حوالے سے بحث جاری ہے اور اس ایوان میں دونوں جانب سے بلوچستان کی تقدیر اور حفاظت کے لئے بحث جاری ہے۔ بلوچستان کے بارے میں بہت ساری تقریریں اور بیانات ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان میں گزشتہ کئی سالوں سے وقتے وقتے سے مختلف واقعات رونما ہوتے ہیں۔ کبھی سوئی گیس لائن ٹوٹنے کی شکل میں، تو کبھی ریلوے لائن تباہ کرنے کی شکل میں، بجلی کی ٹرانسمشن لائنوں کے کٹنے کی شکل میں، کبھی سرکاری تنصیبات پر حملوں کی شکل میں، مگر نہ جانے بلوچستان کی کیا بدقسمتی ہے۔

جناب والا! بلوچستان میں آئے روز فوجی آپریشن کرانا اور وہاں کے عوام کا جینا حرام کرنا، مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو کسی بھی مسئلے میں اعتماد میں نہ لینا، وہاں کے منتخب نمائندوں کے ساتھ کامیاب مذاکرات نہ کرنا، ملک میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کرنے کے

لئے راہ ہموار کرنے کی یہ گہری سازش معلوم ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر ہماری حکومت اسرائیل اور ہندوستان سے مذاکرات کرسکتی ہے تو بلوچ لیڈروں سے کیوں بات نہیں کر رہی ؟ پاکستان کسی خاص صوبے یا ادارے کا نام نہیں۔ یہ چودہ کروڑ عوام اور چاروں صوبوں کا نام ہے۔ جناب والا! اس لئے کسی ایک صوبے میں فوجی ایکشن کا اثر پورے پاکستان کی سیاسی، اقتصادی اور جمہوری اقتدار پر پڑ سکتا ہے۔ جناب والا! اس لئے فوجی ایکشن کو ختم کرکے بات چیت کے ذریعے بلوچستان کے لیڈروں کو اعتماد میں لے کر پاکستان کے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔

جناب والا! وہاں کے واقعات اور کئی ہفتوں سے وہاں پر بمباری یا کسی فوجی ایکشن کا جاری رہنا انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کسی محروم طبقے کو مسلسل اپنے حق سے محروم رکھا جائے اور وہاں کے مسائل کو بندوق کی نوک پر حل کرنے کی کوشش کی جائے تو وہاں مظلوم اور محروم طبقہ مجبوراً تشدد پر اترتا ہے۔ جناب والا! عرصہ دراز سے وہاں کے عوام شدید ذہنی تناؤ اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ الٹا حکومت کہہ رہی ہے کہ بلوچستان میں کوئی آپریشن نہیں ہو رہا ہے بلکہ قانون کو ہاتھ میں لینے والے شرپسندوں کی سرکوبی کے لئے یہ سب کیا جا رہا ہے۔ جناب! متاثرین زلزلہ کو امداد پہنچانے میں اتنے ہیلی کاپٹرز استعمال نہیں ہو رہے جتنے وہاں ڈیرہ بگٹی یا وزیرستان پر استعمال ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! مشرقی پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ اس وقت بنگالیوں کے خلاف بھی یہی "شرپسند" الفاظ استعمال کئے جاتے تھے لیکن اس وقت سیاستدان، سیاسی جماعتیں، دانشور اتنی بڑی تعداد میں یک زبان یہ بات نہیں کہہ رہے تھے جو آج بلوچستان میں آپریشن کے حوالے سے کی جا رہی ہے۔

جناب والا! پورا پاکستان چاروں صوبوں پرمشتمل ہے۔ اگر کسی صوبے میں کچھ ہو رہا ہے یا کوئی بدامنی ہو رہی ہے، کوئی تحریک اٹھتی ہے، کوئی اپنے اوپرظلم کے خلاف اٹھ جاتا ہے تو اس کو شرپسند کہنا، اس کو غدار کہنا، اور اس کو ظالم اور ملک دشمن کہنا بالکل مناسب نہیں ہے۔ وہاں کے حالات دیکھیں، وہاں کی محرومیاں دیکھیں، ان کے حقوق دیکھیں، ان کے معاشی مسائل دیکھیں، ان کی اقتصادیات دیکھیں، صوبے کے وسائل کو دیکھیں کہ ان وسائل کے مطابق اس

صوبے کے عوام کو اپنا حق ملا ہے یا نہیں۔ اگر اس بنیاد پر اس ملک میں سنجیدگی کے انداز میں پرامن مذاکراتی ماحول بنایا جائے اور اس بنیاد پر ایک نظام چلایا جائے اور اس معاملے کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے تو انشاء اللہ العزیز یہ بمباری ، ہوائی فائرنگ اور جو ہتھیار آتے ہیں، یہ چیزیں نہیں ہوں گی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ محمد اعظم خان ہوتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان ہوتی، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! One Unit کا انعقاد اس وقت کے حکمران طبقے کی خوش فہمیوں کے نتیجے میں کیا گیا اور ہمیں یہ باور کرایا گیا تھا کہ One Unit مشرقی اور مغربی پاکستان میں معاشی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے ایک ایسا امتزاج پیدا کرے گا کہ ہماری وحدت، یگانگت اور روح ایک ہوگی لیکن تاریخ کے اوراق نے یہ ثابت کیا کہ وہ ایک بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔ اس سیاسی غلطی کے نتیجے میں ہمارا ملک دو لخت ہوا۔ معاشی، معاشرتی اور سیاسی اقدار میں ہم بہت پیچھے چلے گئے اور اس برصغیر ہندوپاک میں جو دو ملک وجود میں آئے تھے، اس سے پاکستان کی بنیاد ہل کر رہ گئی۔ آج بھی اگر ہم ان تاریخ کے اوراق سے سبق نہ لیں اور آج بھی اگر ہم اپنے آپ کو اس خوش فہمی میں مبتلا کریں کہ وحدت اور یگانگت پیدا کرنے کے لیے صرف اور صرف مرکز اور وفاق کی حکومت ان چار صوبوں پر قائم ہوگی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دوسری بڑی سیاسی غلطی ہوگی۔ آئیے! اس بچے کھچے پاکستان کے امین کی حیثیت سے، ایک بہترین پاکستانی کی حیثیت سے اس ملک کی آزادی کی افادیت کو جانتے ہوئے ہم یک جان دو قالب، ایک روح بن کر اپنے اس ملک کی ترقی اور تعمیر میں اپنا اپنا role ادا کریں۔

بدقسمتی سے جب بھی ملک کے کسی حصے میں کوئی سیاسی ، معاشرتی یا معاشی مسئلہ پیدا ہوا تو ہم نے وفاق اور مرکز کا سہارا لے کر عوام کی توجہ دوسری طرف مبذول کرانے کی کوشش کی اور ہماری تاریخ پھر اس بات کی گواہ ہے کہ ہر بار جب مرکز اور وفاق نے ان عوامل کو جنم دیا تو ان عوامل کے نتیجے میں مثبت نتائج برآمد نہیں ہوئے۔

جناب والا! سالہاسال کے تجربے اور تجزیے کے بعد 1973 میں تمام بڑی سیاسی

جماعتوں اور مرحوم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی دانشوری اور عقلمندی کے نتیجے میں ملک نے ایک عظیم دستاویز کو اپنایا جس میں تمام صوبوں کی خودمختاری کا خیال رکھا گیا۔ جس میں ہمیں یہ باور کرایا گیا کہ ہم اپنی زبان، معاشرت، تہذیب کو اس وفاق کے اندر رہتے ہوئے، وفاق کے آئین کی تمام شقوں سے مطابقت رکھتے ہوئے اپنی زندگی اور مستقبل کو سنواریں گے۔ آج جب ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں، آج سارے صوبے اس بات پر متفق ہیں کہ ہمیں اس قدر صوبائی خود مختاری ملنی چاہیے کہ قانون کے الفاظ میں unbridled, uninhibited, unchecked قسم کی خودمختاری ہو، جہاں ہم ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہ کہہ سکیں کہ ہاں یہ ملک میرا ہے اس کی تعمیر اور ترقی میں، میں وہ اپنا منفرد کردار ادا کروں گا کہ میری آنے والی نسلیں، میرے اس عمل کو نہ صرف مثبت قرار دیں گی بلکہ اس کو ایک قدم اور آگے لے کر جائیں گی۔ آج میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر ہم نے اس وفاق کو اکٹھا کرنا ہے، کسی طریقے سے، اس وحدت کے ساتھ اس وفاق کو مضبوط کرنا ہے تو پھر ہمیں اپنی اکائیوں کو زیادہ خود مختاری دینی ہوگی۔ یہاں میں ایک تجویز اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں صوبوں میں اس بات کی اجازت دی جائے کہ ہم ہرصوبے کا ایک الگ آئین جو ہمارے وفاق کے آئین کے عین مطابق ہو وہ بنائیں تا کہ آزادی کی روح جنم لے۔

میں یہ بھی تجویز پیش کروں گا کہ ہم اس وفاق کے تحت ہرصوبے کے اندر اپنی ایک الگ سپریم کورٹ بنائیں جو وفاق کے آئین کی interpretation کو صوبے کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے مقدمات کا اور ہمارے حالات کا جائزہ لے۔ آج یہ ظلم نہیں تو کیا ہے کہ ہمارے وفاق کے اندر جو سپریم کورٹ ہے اس میں تیس ہزار سے زیادہ مقدمات آج اس وقت اس ملک میں باقی ہیں۔ جناب والا! آج ہم جب بلوچستان کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں تو وہاں پر منفی رجحانات تقویت لے رہے ہیں۔ جب میں اسی آئین پر جو میرے لیے قیمتی اور عزیز دستاویز ہے، جو سارے صوبوں کے لیے بڑی منفرد دستاویز ہے اس کے Article 7 پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے State کی تعریف کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ State means the Federal Government (Majlis-e-Shoora) (Parliament), Provincial Government , a Provincial Assembly. یہ اس کے کیمیائی اجزا ہیں، یہ elements ہیں۔ جناب عالی! اگر

ریاست کو ہم نے قائم رکھنا ہے تو ہمیں صرف وفاقی حکومت ہی نہیں بلکہ صوبائی حکومتوں کی طرف بھی توجہ دینا پڑے گی، ان کو بھی وہی آزادی دینی پڑے گی جو آج ملک کے کونے کونے، ملک کے تین صوبوں سے ہماری منتخب نمائندوں کی اور عوام کی آواز اٹھ رہی ہے۔ آج بلوچستان محرومیوں کی بات کر رہا ہے اور اس تقسیم کے دونوں جانب سے ہم پر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ میرے رفقاء کار ہر دو جانب سے بلوچستان کی غربت کی بات کرتے ہیں۔ وہاں کی بے روزگاری کی بات کرتے ہیں، ان کے وسائل کی بات کرتے ہیں۔ آج وفاق کو وحدانیت کے نام پر بلوچستان کو وہ تمام حقوق دینے ہوں گے جو بلوچستان کا ہر شہری اور اس کا ہر نمائندہ بار بار جزوی یا انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر وہ اپنی آواز بلند کر رہا ہے ----

جناب چیئرمین، سواتی صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، ابھی تو میں شروع ہوا ہوں جناب۔ جناب والا! میں conclude کرتا ہوں۔ سرحد کے نمائندے کی حیثیت سے میں آج اس ایوان میں بانگ دہل کہتا ہوں کہ ہم نے بلوچستان کو ساتھ رکھنا ہے ایک بھائی اور بہن کی طرح۔ پاکستان کی ایک عظیم اکائی کی طرح اور اس بندھن میں جس بندھن میں یہ آئین اور اس کی مختلف شقیں اور خودمختاری اور آزادی، جمہوریت اور انصاف اور اس کی روح ہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، نواب محمد ایاز خان جوگیزئی۔ جناب ہدایت اللہ شاہ۔ پروفیسر غفور احمد۔ میرے خیال میں اب ایک یہاں سے لیتے ہیں، علامہ صاحب کو لیتے ہیں۔ چلیں ٹھیک ہے، غفور صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، ابھی جو سینیٹر صاحب نے تقریر کی ہے انہوں نے اس میں بلوچستان کو بھائی کا درجہ دیا ہے یا بہن کا درجہ دیا ہے۔ اس کو clear کریں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، دونوں ہی بہت پیارے رشتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اس وقت ایوان میں ایک نہایت اہم موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ میری دعا ہے، خدا کرے یہ بحث نتیجہ خیز ثابت ہو ورنہ اس سے قبل بھی ہم بہت سے موضوعات پر گفتگو کر چکے ہیں لیکن وہ ساری باتیں

لاحاصل قرار پاتی ہیں۔

پاکستان چار federating units کا مجموعہ ہے اور یہ بات فراموش نہیں کی جاسکتی کہ آج سے 34 سال قبل ہمارے ملک کا ایک بازو جو آبادی میں مغربی پاکستان سے زیادہ تھا وہ ہم سے علیحدہ ہوگیا 16 دسمبر 1971ء کو۔۔۔۔۔۔

(اس موقع پر سینیٹر محمد اکرم کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، مبارک ہو آپ کو۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ 16 دسمبر کو سقوط ڈھاکہ کا المناک حادثہ پیش آیا۔ مجھے یاد ہے کہ اس دن مغربی پاکستان میں چولہوں میں آگ نہیں جلی تھی، لوگوں کے آنسو رواں تھے۔ ہر شخص غمگین تھا لیکن جو بات ہو چکی تھی اسے لوٹایا نہیں جا سکتا تھا۔ اس وقت مشرقی پاکستان میں بھارتی فوج ایک جارح فوج کی حیثیت سے داخل ہوئی۔ مشرقی پاکستان ایک ملک تھا۔ دنیا کا کوئی بھی بین الاقوامی قانون، کوئی آئین اس بات کا جواز نہیں دیتا کہ ایک غیرملکی فوج کسی ملک میں داخل ہوجائے لیکن وہ فوج داخل ہوئی اور اتنے شرم کی بات ہے کہ جنرل نیازی نے جنرل اروڑا کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

جناب چیئرمین! ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ماضی کی غلطیوں سے سبق حاصل کریں۔ یہ موقع ہے، آج بھی دسمبر کا مہینہ ہے۔ یہ ہمیں اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ ہم اس بات کا تجزیہ کریں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ اتنا زبردست المیہ کیوں پیش آیا تھا؟ اس میں کس کی غلطیاں تھی؟ ہم سے کیا کیا کوتاہیاں سرزد ہوئی تھیں؟ جس کے نتیجے میں ملک کا ایک بازو ٹوٹ گیا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہم نے ماضی سے کوئی سبق نہیں سیکھا اور میں بغیر کسی موازنے کے یہ بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آج بھی ملک میں 1971ء جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، وہاں کے عوام محب وطن ہیں اور پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں اور میں اس کا عینی شاہد ہوں کہ بلوچستان کے راہنماؤں کا طرز عمل عوامی لیگ

کے راہنماؤں سے بالکل مختلف تھا۔ عوامی لیگ نے جب 1970 میں الیکشن لڑا تو اس نے چھ نکات پیش کئے تھے لیکن بلوچستان کے کسی راہنما نے کسی الیکشن کے زمانے میں ایسے چھ نکات پیش نہیں کئے۔ میں پھر یہ بتاتا ہوں کہ 1973 میں جب آئین بن رہا تھا تو اس میں سب سے زیادہ اہم موضوع یہ تھا کہ صوبوں کی آئینی خودمختاری کیا ہوگی۔ آئین میں جو چیز درج کی گئی وہ غیر تسلی بخش تھی جو ہمیں بھی منظور نہیں تھی اور بلوچستان کے راہنماؤں کو یہ چیز منظور نہیں تھی لیکن اس وقت ہم نے ان سے یہ کہا کہ یہ آئین بن رہا ہے، یہ ملک کا آئین ہے، اسے اتفاق رائے سے بننا چاہیے۔ میں آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ بلوچستان کے راہنماؤں نے اس پر اتفاق کیا اگر وہ اس کے حق میں ووٹ نہ دیتے تو 73 کا آئین متفقہ آئین نہیں ہو سکتا تھا۔ اس وقت اس بات کی یقین دہانی بھی کرائی گئی تھی کہ مشترکہ فہرست دس سال کے بعد صوبوں کو منتقل کر دی جائے گی لیکن آج ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ مشترکہ فہرست کو صوبوں کو منتقل نہیں کیا گیا ہے لیکن آئین میں، پاکستان کے آئین میں صوبائی خودمختاری کی جو ضمانت دی گئی ہے اسے بھی پورا نہیں کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی اس آئینی خودمختاری سے بھی محروم ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس بات کا ردعمل ہوتا ہے۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے بلوچستان میں چھوٹے اور بڑے منصوبوں پر کام کیا ہے، ترقیاتی منصوبوں پر کام کیا ہے لیکن مجھے بتائیے کہ کیا کوئی ایک شخص بھی ایسا ہو سکتا ہے جو ترقیاتی منصوبوں کا مخالف ہو۔ وہاں کے لوگ ان منصوبوں کی، چھاؤنیوں کی تعمیر کی، گوادر پورٹ کی اگر مخالفت کرتے ہیں تو اس کا کوئی نہ کوئی تو جواز ہوگا، کوئی اس کی وجہ ہوگی کہ وہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! چونتیس سال سے پاکستان کے شہری بنگلہ دیش کے کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ پاکستانی ہیں، سچے پاکستانی انہوں نے بنگلہ دیشی ہونا قبول نہیں کیا لیکن وہ چونتیس سال سے پاکستان آنے کے لئے تڑپ رہے ہیں اور کیمپوں میں رہ رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا جناب والا! کہ دوسرے ممالک نے بہت بھاری عطیات دیے۔ ان عطیات سے پنجاب میں مکانات تعمیر کئے گئے اور اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی کہ یہ محصور اگر پاکستان واپس آئیں گے تو انہیں پنجاب میں بسایا جائے گا لیکن جناب چیئرمین! سندھ کی دیہی آبادی نے

اس خدشے کا اظہار کیا کہ یہ لوگ پنجاب میں آباد ہونگے لیکن پنجاب سے پھر سندھ میں آ جائیں گے۔ ان کے سندھ آنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سندھ کی دیہی آبادی اقلیت میں تبدیل ہوسکتی ہے اور شہروں کی آبادی اکثریت بن سکتی ہے۔ اسی وجہ سے کسی حکومت کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان کو واپس بلالیں۔ اس وقت وہ لاکھوں کی تعداد میں تھے اور آج وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بھی لوگوں کو آج پاکستان منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

میں یہ بات مانتا ہوں کہ 16 دسمبر کو صدر مشرف ایک جلسے سے خطاب کر رہے تھے اس کے قریب کسی راکٹ کا گرنا اور اس کے اگلے دن ایک ہیلی کاپٹر سے فائرنگ جس سے دو سینئیر عہدیداران زخمی ہوئے، اس کی مذمت کی جانی چاہیے۔ جیسے مجھ سے پہلے کہا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ ملزموں کو پکڑا جاتا، ان کو گرفتار کیا جاتا، حکومت کے پاس جدید مشینری ہے ہر سہولت موجود ہے، لیکن یہ کرنے کی بجائے میں پوچھتا ہوں کہ کیا جواز ہے اس بات کا کہ ایک راکٹ کے گرنے پر بلوچستان کے، کوہلو کی عام آبادی پر، ہیلی کاپٹر سے، گن شپ سے، جیٹ فائٹر سے فائرنگ کی جائے اور بم گرائے جائیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے، سرکاری اعداد و شمار نہیں بتائے گئے کہ فائرنگ سے کتنے لوگ جاں بحق ہوگئے ہیں، لیکن private ذرائع سے جو اطلاعات آئی ہیں ان میں کئی سو افراد جاں بحق ہوئے ان میں اکثریت عورتوں اور بچوں کی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس بات کا کیا جواز ہے کہ کئی سو افراد کو لقمہ اجل بنا دیا جائے۔ دوسرے معزز ممبران سینیٹ کی طرح میں بھی حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ اپنے رویہ پر نظرثانی کرے اور اس بات کو سوچ لے کہ قوت کے ذریعے سے پاکستان کے مسائل حل نہیں کئے جا سکتے۔ یہ قوت کا استعمال تھا جو یحییٰ نے کیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ ہم نے ملک کو بچا لیا ہے۔ خوشخبری دی تھی لیکن ملک بچنے کی بجائے دو لخت ہوا تھا۔ آج بھی اگر قوت کا بے جا استعمال کیا جائے گا تو اس کے نتائج پہلے کے نتائج سے مختلف نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں یہ بات کرتا ہوں کہ قوت کا استعمال اعتدال پسندی، روشن خیال اور جمہوری روایات کے برعکس ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ قوت کے استعمال کو بند کیا جائے اور وہاں کے راہنماؤں کے ساتھ سنجیدہ، بامعنی، بامقصد، سیاسی مذاکرات کیے جائیں۔ میں نے کہا ہے کہ وہاں کے راہنماؤں نے ہمیشہ حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے اور بالخصوص 73 کا آئین بنانے میں ہم ان کے احسان کو

فراموش نہیں کر سکتے۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اس جاری action کو فوری طور پر بند کیا جائے۔ یہ کہنا کہ یہ فوجی action غلط نہیں ہے، میں کہتا ہوں یہ فوجی action جس میں آپ ہیلی کاپٹر، گن شپ اور جیٹ طیارے استعمال کر رہے ہیں یہ اگر نیم فوجی action ہے تو مجھے بتا دیں کہ فوجی action آپ کس کو کہیں گے۔ اس پورے action کو فوراً بند کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد : جی میں ختم کر رہا ہوں۔ پھر یہ کہ لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے، ان سے مذاکرات کیے جائیں۔ صوبوں کو آئینی خود مختاری دی جائے اور جو ہماری مشترکہ فہرست ہے اس کو فی الفور صوبوں کو منتقل کیا جائے۔ سیاسی جماعتوں کو کھلی آزادی دی جائے کہ وہ پاکستان کے مسائل حل کرنے میں پوری طرح اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ۔

سینیٹر کلثوم پروین : مجھے ان کو interrupt کرنا پسند نہیں تھا۔ دو باتوں میں انہوں نے غلط بیانی کی ہے۔ بے شک بلوچستان آپریشن کے خلاف سارے لوگ ہیں۔ کوئی بھی نہیں چاہتا کہ کسی بھی صوبے میں کوئی ایسی صورت حال ہو۔

جناب چیئرمین صاحب ! President Sahib کوہلو کو package دینے کے لیے گئے تھے اور ان پر راکٹ برسائے گئے۔ اس کی تحقیقات کے لیے آئی جی اور ڈی آئی صاحب گئے اس جگہ کا معائنہ کرنے کے لیے، ان پر بھی راکٹ فائر کیے گئے اور دونوں افسران ابھی تک ہسپتال میں admit ہیں۔ شیرپاؤ صاحب خود انہیں دیکھ کے آئے ہیں اور ابھی وہ serious حالت میں ہیں۔

بے شک بلوچستان کے آپریشن کے ہم خود خلاف ہیں کہ بلوچستان میں آپریشن نہ کیا جائے بلکہ لوگوں کے ساتھ بات چیت کی جائے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بلوچستان کے سپیکر صاحب آئے ہیں ان کو welcome کیجئے، صوبائی وزیر صحت بھی ساتھ آئے ہیں ان کو welcome کیجئے۔ Next Speaker Abbas

Komaili Sahib.

سینیٹر محمد عباس کمیلی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر خطاب کرنے کا موقع عنایت کیا۔ اس ہاؤس میں سب سے زیادہ بلوچستان کے صوبے سے متعلق گفتگو ہوئی ہے اور ہوتی رہی ہے اور ہوتی بھی رہے گی جس سے یہ شدت کے ساتھ احساس ہو رہا ہے کہ بلوچستان میں واقعی مسائل ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، ایک منٹ جناب! جب یہاں سے اور وہاں سے بلوچستان کے بارے میں تقریریں ہو رہی ہیں، ہم بھی صبح سے سن رہے ہیں۔ ہم بھی بلوچستان سے ہیں۔ ہم کوئی انڈیا سے آئے ہوئے نہیں ہیں۔

میرے ایک بھائی نے کہا ہے کہ اب یہ ہونے نہیں دیں گے کہ بلوچستان کی خواتین اپنی سیٹوں کو بچانے کے لیے -------- کیا بات کر رہے ہیں یہ۔ غلط باتیں مت کریں۔ سیٹوں کو بچانے کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں۔ کوئی اس طرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں سیٹوں کی پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں پاکستان چاہیے مگر ان کو کہیں کہ یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں ان کو یہ واپس لیں نہیں تو میں بھی ایسے الفاظ استعمال کروں گی کہ یہ یاد کرے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Noted please. کمیلی صاحب آپ carry on کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر کلثوم پروین ، یہ غلط بات کرتے ہیں۔ یہی بلوچی نہیں ہیں ہم بھی بلوچی ہیں ۔ہم بھی اتنا ہی بلوچستان کو چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، اگر آپ کو پتا نہیں تو پھر بلوچستان کے لئے کیوں لڑ رہے ہو ہم بھی بلوچستان کے ہیں ۔یہ غلط بات ہے ۔ آئندہ ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا۔ہم بھی غیرت مند ہیں کوئی بے غیرت نہیں ہیں کہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کا point note ہو چکا ہے۔ تشریف رکھیے۔ بادینی صاحب مہربانی کر کے تشریف رکھیں ۔ بادینی صاحب کمیلی صاحب conclude کریں گے۔ ان کو

کہنے دیں۔ اس کے بعد آپ بات کرلیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! یہ بھی بلوچستان کے ہیں آپ ان کو بھی بولنے دیں۔ یہ بھی بلوچستان کو represent کرتے ہیں ۔آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا کچھ نہیں ہے۔ سب کہہ سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تقریریں ختم ہو جائیں بہت سارے لوگ باقی ہیں۔ بادینی صاحب۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، میرا یہ سوال ہے کہ آپ ان کو کیوں بولنے دیتے ہیں۔ جب ہمارا ایک آدمی بولنے کے لئے اٹھتا ہے تو وہاں سے دس آدمی اٹھتے ہیں، شور مچاتے ہیں ان کو بٹھانے والا کوئی نہیں ہے ۔ہمارا ایک آدمی اگر بات کرتا ہے تو وہاں سے سب شور مچاتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، وہ اپنی speech کر رہے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کمیلی صاحب کی تقریر interrupt ہو رہی ہے ۔ ہم سب پاکستانی ہیں ۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، اگر وہ بلوچستانی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بھی بلوچستانی ہیں۔ اگر آپ کو بلوچستان کا درد ہے یا نہیں ہمیں بلوچستان کے لئے درد ہے۔ ہم پہلے بلوچستان سے ہیں پھر پاکستانی ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کمیلی صاحب کو تقریر ختم کرنے دیں۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، بے شک ختم کریں۔ وقت بہت ہے۔ آج آپ بیٹھے ہیں چلاؤ جب تک چلتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اچھا آپ کہہ لیجئے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، عرض ہے کہ یہ مہربانی کرکے اپنی زبان صحیح رکھیں ۔ حوصلے سے بات کریں عورتوں کے ساتھ یا مردوں کے ساتھ یہ غلط طریقہ ہے کہ اگر کوئی یہاں سے بات کرتا ہے تو وہاں سے وہ شروع ہو جاتے ہیں ۔ بلوچستان آگ میں نہیں جل رہا ہے، یہ غلط ہے۔ بلوچستان میں تکالیف ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ مہربانی کرکے صحیح بات کو صحیح سمجھیں غلط کو غلط سمجھیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں تو ان کو ایک دم غصہ آتا ہے ۔ کیا آج

تک انہوں نے کوئی صحیح بات پیش کی ہے کہ یہ کام صحیح ہوا ہے اور یہ کام غلط ہوا ہے۔ صدر صاحب پر حملے کی سب کے سب مذمت کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بادینی صاحب تشریف رکھیے۔

سینیٹر کامل علی آغا، یہ بلوچستان کی آواز ہے اس کو کیوں یہ دبا رہے ہیں۔ وہ تو سرداروں کے چمچے ہیں' یہ بلوچستان کی آواز نہیں ہیں۔ یہ سرداروں کے چمچے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، سانگزئی صاحب ان کو بات کرلینے دیں۔ Please تشریف رکھیں۔ ابھی speeches کرنے والوں کی فہرست لمبی ہے we have to finish ۔ جی please go ahead

سینیٹر ولی محمد بادینی، بات یہ ہے اگر آپ ایک بلوچ ہیں ہم بھی بلوچ ہیں تو آپ سے کم نہیں ہیں۔ ہمیں بھی حق ہے بات کرنے کا۔ آپ جو بات کرتے ہیں ہم سنتے ہیں۔ جائز کرتے ہیں یا ناجائز کرتے ہیں۔ آپ ہماری بات کیوں نہیں سنتے آپ کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، شکریہ بادینی صاحب۔ جی۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب چیئرمین! اگر آپ ruling دیں گے تو mike on ہوگا۔ بلوچستان کا مسئلہ واقعی انتہائی حساس ہے اور ہم گزارش کرتے ہیں کہ اگر کسی کا دکھ درد یا فریاد سننی ہے' اس نے اپنی بات کرنی ہے تو اپنے وقت پر اور اپنی باری پر کرے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ ان کو ختم کرنے دیں next speaker بھی ہے۔ میں نے ان کو بھی باری دی' سب کو باری دے رہا ہوں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب اس کے دادا کی ہڈیاں ہندوستان میں پڑی ہوئی ہیں۔ ہم دو ہزار سال سے وطن کے مالک ہیں۔ ہم غدار ہوئے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، بات یہ ہے کہ آپ نے explain کرنا تھا۔ please ہمیں next speaker پر آنے دیں please conclude کریں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب مجھے explanation کرنے دیں۔ انہوں نے یہ بات کی کہ سرداروں کی----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں کمیلی صاحب کو دوبارہ فلور دینا چاہ رہا ہوں ۔ ان کی تقریر چل رہی ہے ۔آپ نے explain کر دیا ہے--

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، میری personal explanation سن تو لیں ۔ ثناء صاحب تشریف رکھیے۔میں کمیلی صاحب کو تقریر------

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب' میرا! point of personal explanation ہے ---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، آپ کو موقع مل گیا ہے ---

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، موقع ملا ہے[xxx]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ تشریف رکھیے ثناء صاحب آپ carry on کریں کمیلی صاحب۔ اس کو expunge کیجئے۔ کمیلی صاحب آپ carry on کیجئے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ ہاؤس کو order میں لائیں تو میں بولوں گا۔میری آواز کون سنے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد، یہ آواز سینیٹ میں آج تک نہیں سنی۔ مجھے یاد ہے ۸۶ء کے بعد۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، Expunge کیے جائیں۔ثناء صاحب' تشریف رکھیے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب یہ گندے ترین الفاظ ہیں۔ آج تک کسی مہذب ایوان میں یہ الفاظ نہیں سنے گئے۔ گندے ترین اور غلیظ الفاظ ہیں۔ ان کو حذف کیا جائے۔ یہ گندے ترین غلیظ الفاظ ہیں جو آج تک میں نے بیس سال میں اس سینیٹ میں نہیں سنے۔ ان کو حذف کیا

+ [(xxx) Words expunged by the orders of the Chairman.]

جائے۔ ان کو ایوان سے نکالا جائے ۔یہ گندے الفاظ' غلیظ الفاظ ہیں۔ بدترین ذہن کے الفاظ ہیں۔ ان کو حذف کیا جائے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، میں یہ الفاظ expunge کرتا ہوں۔ کمیلی صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، یہ اپنے الفاظ پر معافی مانگیں۔یہ معافی مانگیں----

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! بلوچستان کا نہایت ہی سنگین مسئلہ ہے اور اس وقت صوبے میں جو صورت حال ہے ' یقیناً دوستوں کے جذبات بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ بھی جذبات میں بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان جذبات میں بہت سی ایسی باتیں جو نہیں کہنی چاہئیں وہ بھی کہی گئی ہیں' میں یہاں پر آپ سے درخواست کروں گا کہ سب سے پہلے تو اس پوری کارروائی کو جو ابھی points of order پر ہوئی اس کو آپ مہربانی فرما کر حذف کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ان دوستوں سے اور پورے ہاؤس سے میں متحدہ اپوزیشن کی جانب سے معذرت خواہ ہوں کہ جو نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے ۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کو نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن بہرحال جیسے میں نے کہا کہ provocation دونوں side سے تھی لیکن میں ایک بار پھر ان الفاظ کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ ربانی صاحب ' the words are being expunged- کمیلی صاحب.carry on please

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! آج ہم ایک انتہائی حساس اورسنگین مسئلے پرگفتگو کر رہے ہیں اور بلوچستان کے مسئلے پر اس ایوان میں بارہا گفتگو ہوئی ہے اور یہ اس مسئلے کی سنگینی کی دلیل ہے۔ بلوچستان پاکستان کا نہایت اہم صوبہ ہے اور اس ایوان میں مسلسل گفتگو ہوتی رہی ہے۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کے مسائل بھی سنگین ہیں۔یہ مسائل حل ہو جانے چاہیے تھے لیکن بدقسمتی سے اب تک حل نہیں ہوئے ہیں۔وہاں نوکریوں کا مسئلہ ہے' وہاں تعلیم کا مسئلہ ہے' وہاں رائیلٹی کا مسئلہ ہے ۔ آپ سیکرٹیریٹ میں جہاں کہیں جا کر دیکھیں آپ کو شاید ہی کوئی بلوچی نظر آئے گا۔ نہیں معلوم کہ

کیا سبب ہے۔ اکثر مختلف اداروں میں بات ہوتی ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ شاید واقعی زیادتی ہو رہی ہے۔سانگڑئی صاحب نے جیسا کہ ابھی کہا کہ بلوچستان ایک امیرصوبہ ہے، اس کے پاس قیمتی معدنیات ہیں۔ 53-1952ء میں وہاں پر گیس کی دریافت ہوئی لیکن کیا سبب ہے کہ اس کے بعد گیس اور تیل کے کنوؤں کی تلاش آگے نہ بڑھ سکی۔ گیس ہی سے ملک کی معیشت مضبوط ہوئی ہے اور ملک کی ترقی میں گیس کے حوالے سے بلوچستان کا ایک اہم حصہ ہے۔ہم کسی بھی صوبے کے ساتھ کسی بھی قسم کی ناانصافی کے حق میں نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام صوبوں کے ساتھ مکمل انصاف ہو، تمام صوبوں کو ان کے حقوق ملیں، کسی بھی صوبے میں احساس محرومی نہ پایا جائے اور اگر پایا جا رہا ہے تو اس کا فی الفور خاتمہ ہونا چاہیے۔ کسی بھی صوبے کے لوگ یا کسی بھی صوبے کے عوام صرف چند لوگوں کو چھوڑ کر غدارنہیں ہیں، سب کے سب محب وطن ہیں۔ مشرقی پاکستان میں بھی محب وطن تھے لیکن انہیں باغی بنایا گیا تھا، احساس محرومی نے انہیں اس منزل تک پہنچایا تھا کہ جہاں وہ ملک علیحدہ کرنے پر مجبور ہوئے۔

پروفیسر خورشید صاحب، پروفیسرغفور صاحب اور سرور کاکڑ صاحب نے بہت کچھ کہا، دونوں طرف سے بلوچستان کی محرومیوں پرگفتگو ہوئی ہے، ہم یہ چاہیں گے کہ ان کی محرومیاں دور کی جائیں اور ان کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ ہاں طاقت کا استعمال ہرگز جائز نہیں، طاقت سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، کسی بھی صوبے میں آپریشن نہیں ہونا چاہیے۔ ماضی میں جو operations ہوئے وہ غلط ہوئے، آئندہ نہیں ہونے چاہئیں۔ آج بھی اگر کوئی آپریشن ہو رہا ہے تو اس کو روک دینا چاہیے اور فی الفور مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے، مسائل کو افہام وتفہیم کے ذریعے سے حل کیا جائے۔ جیسا کہ مولانا ساجد میر صاحب نے کہا میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ افہام وتفہیم کے ذریعے مسائل کو حل کیا جائے genuine leadership سے بات کی جائے اور مسائل کا حل نکالا جائے۔ یقیناً مسائل کا حل نکل آئے گا لیکن genuine leadership سے مذاکرات کیے جائیں۔ طاقت کے ذریعے سے دنیا میں کہیں بھی مسئلے کا حل نہیں کیا جا سکا۔ ویت نام میں طاقت سے مسئلہ حل نہیں ہوا، عراق میں مسئلہ طاقت سے حل نہیں ہو رہا تو پھر بلوچستان میں مسئلہ طاقت سے کیسے حل ہو گا۔ ساتھ ہی ساتھ دونوں طرف سے طاقت کا استعمال نہیں ہونا چاہیے، ہتھیار کا استعمال دونوں طرف سے نہیں ہونا چاہیے۔ یقیناً سیاسی حقوق کے لئے

جدوجہد ہونی چاہیے اور ہر صوبے میں ہونی چاہیے۔ سیاسی حقوق کلاشنکوف، راکٹ اور میزائل سے نہیں حاصل کیے جا سکتے، یہ بھی تو سوچنا ہے کہ یہ راکٹ اور میزائل کہاں سے آئے، یہ کس نے فراہم کیے۔ کیا کہیں بیرونی طاقتوں کی تو کچھ involvement نہیں ہے، جس طرح کہ مشرقی پاکستان میں تھی، ان عوامل کو بھی پیش نظر رکھا جائے اور مسائل افہام وتفہیم سے حل کیے جائیں۔ میری یہی گزارش ہے اور میں ساتھی بزرگوں کی تائید کرتا ہوں۔

اب ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ آپریشن جس قسم کا بھی ہو رہا ہے اس کی ضرورت کیوں پیش آئی، کس لئے پیش آئی۔ مرکزی حکومت کسی صوبے میں آپریشن اس وقت کرتی ہے جب وہاں law and order کی situation create ہو اور وہاں کی صوبائی حکومت اس مسئلے کو حل نہ کر سکے۔ اگر وہاں کی صوبائی حکومت نے اس law and order کی situation کو deal یا control کر لیا ہوتا تو پھر یہ نوبت نہ آتی، یہ کمزوری وہاں کی صوبائی حکومت کی ہے کہ وہ law and order کی situation کو control کرنے میں ناکام رہی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، مجھے گفتگو کر لینے دیں، اس کے بعد آپ بات کریں۔ مجھے مکمل کر لینے دیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل (وزیر مملکت برائے پیٹرولیم و قدرتی وسائل)، جناب میں point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، لیکن جناب یہ تو interruption ہو گی point of order درمیان میں تو نہیں ہو سکتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ایک منٹ، جی مینگل صاحب کہیے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، یہ ایک طرف تو کہہ رہے ہیں کہ جی گفت و شنید ہونی چاہیے اور اس پر الزام لگاتے ہیں کہ صوبائی حکومت، صوبائی حکومت، صوبائی حکومت کی کوئی نااہلی نہیں ہے، خوامخواہ مورد الزام کیوں ٹھہرایا جاتا ہے، خود کمیلی صاحب نے کہا کہ طاقت کا استعمال نہیں ہونا چاہیے، دوسری طرف کہتے ہیں صوبائی نااہلی ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، میں وہیں پر آرہا ہوں آپ بے فکر رہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی عباس کمیلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب نصیر مینگل صاحب! میں جو بات کروں گا، جیسا کہ مولانا صاحب نے فرمایا، میں مضبوط دلائل کے ساتھ کروں گا، دھیمے لہجے میں لیکن مضبوط دلائل کے ساتھ۔ کیا law and order situation نہیں تھی، کیا بلوچستان میں دہشت گردی نہیں ہوئی۔ مجھے کوئی بتائے، کیا وہاں خون خرابہ نہیں ہو رہا تھا، کیا وہاں مذہبی دہشت گردی نہیں ہوئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت مشاہد حسین صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، میں پھر واضح کر رہا ہوں کہ میری یہی مرضی ہے اور یہی خواہش ہے کہ کوئی طاقت کے ذریعے مسئلہ حل نہ کیا جائے۔ MQM کی بھی یہی پالیسی ہے۔ لہذا، میں مجبور ہوں جو کچھ کہہ رہا ہوں، مافی الضمیر جو کچھ ہے، وہ کہہ رہا ہوں۔ بلوچستان میں کتنا خون خرابہ ہوا ہے، مشاہد صاحب نے بلوچستان کے متعلق ایک report بنائی ہے لیکن اس report میں وہ مسئلہ نہیں ہے یا ہے تو صرف ڈیڑھ سطر ہے۔ بلوچستان میں sectarian killings کتنی ہوئیں، اس کو control کرنا کس کا فریضہ تھا، صوبائی حکومت کا یا وفاقی حکومت کا۔ آئیے میں آپ کے سامنے وہ فہرست رکھ رہا ہوں اور اسے غور سے سنیں، کس کس تاریخ کو وہاں پر قتل و غارت گری ہوئی ہے۔ سردار نثار ہزارہ قاتلانہ حملہ، 6-10-1999 محمد یٰسین شہید کیے گئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کمیلی صاحب! please, try to complete. آپ کا time ہو چکا ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب! let me present the facts and figures دیکھیے ایک ایک قتل ہوئے ہیں اور واقعہ کوئٹی میں اٹھارہ افراد شہید ہوئے ہیں، اجتماعی قتل عام اور اس کے آگے بڑھیں، سید عابد عباس نقوی شہید، 28-8-2001 سید رشید نقوی شہید، 13-9-2000 علی مدد چنگیزی سبی شہید کئے گئے، 15-8-2001 عبدالخالق بنگزئی مستون میں شہید کئے گئے 27-9-2001 محمد عیسیٰ کاتب کوئٹہ میں شہید کیے 16-3-2002, ------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کمیلی صاحب please try to conclude.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، ذرا دیکھیں ایک منٹ مجھے کچھ اہم facts آپ کے سامنے رکھنے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: We have more speakers.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، Yes, this is very much important اس مسئلے کو آپ نے اب تک نظر انداز کیا ہے۔ اب آئیے اجتماعی قتل عام سانحہ امام بارگاہ کلاں میں 4-7-2003 -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کمیلی صاحب! conclude کیجیے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، ساٹھ افراد شہید کیے گئے۔ جناب! ساٹھ افراد نماز جمعہ پڑھتے ہوئے شہید کئے گئے اور پھر سانحہ عاشورہ 2-3-2004 کو---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، کمیلی صاحب! please, conclude کیجیے، we have more speakers آپ کا جو وقت طے ہوا ہے، اس وقت کے حساب سے میں چل رہا ہوں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، ابھی تو میں نے شروع نہیں کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ آپ مجھے سننا نہیں چاہتے۔ جناب! میں walk out کرتا ہوں۔ ان واقعات پر میں نے احتجاج کیا تو میرے خلاف غداری کا مقدمہ قائم ہوا، مجھے صوبہ بدر کیا گیا جو وہ آج تک باقی ہے۔ میں نے یہاں پر تحریک استحقاق پیش کی جسے منظور نہیں کیا گیا تو یہ سب کچھ کیا ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہو گا تو یہ کہا جائے کہ یہ سیاسی حقوق کی جدوجہد نہیں ہے۔ یہ خون کس لئے بہا؛ یہ شہادتیں کس لئے ہوئیں؛ ان کا کیا قصور تھا؛ یہ تو فوجی نہیں تھے، انہوں نے تو وردی نہیں پہنی ہوئی تھی تو جب تک sectarian killings ہوں گی اور پھر ظاہر ہے کہ اور صوبائی حکومت نے کوئی خاطر خواہ اقدام نہیں کیا اور اسے control نہیں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، میں اپنے دوست عباسی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے Northern areas کی بھی بات کی ہے، وہاں پر بھی طاقت کا بے تحاشا استعمال ہوا۔ وہاں پر کیا ہوا 27 روز تک کرفیو نافذ کیا گیا، 27 روز تک مسلسل کرفیو نافذ رہا۔ دو مساجد ایک اہل

سنت کی، ایک اہل تشیع کی seal کر دی گئی ہیں اور علماء سارے اڈیالہ جیل میں ہیں، انہیں c-class میں رکھا گیا ہے۔ کیا اس طرح سے مسائل حل ہوں گے۔ وہاں بھی بلوچستان کی طرح سے ایک جرگہ بنا، جرگے نے معاہدہ کیا، سفارشات پیش کر دی ہیں لیکن ان سفارشات پر عمل نہیں ہو رہا تو اس طرح طاقت کے ذریعے کیوں کچلا جا رہا ہے اور بغاوت کو کیوں مزید فروغ دیا جا رہا ہے؟ اول تو گلگت کے لوگ، Northern areas کے لوگ محب وطن ہیں اور ان کو قطعاً سیاسی حقوق نہیں دیئے گئے، انہیں تو پاکستانی بھی نہیں کہا جا رہا نہ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ ان کا آخر قصور کیا ہے، انہیں حقوق دیئے جائیں، ان کے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی بند ہو، انہیں طاقت کے ذریعے نہ کچلا جائے، ہماری آپ سے یہی التجا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب محمد اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ جناب والا! آپ نے اس ہاؤس میں جمعہ کے دن اور آج جو باتیں سنی ہیں، ان پر اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو تقریباً consensus ظاہر ہوتا ہے۔ Treasury Benches والے شاید اسے اپنا ایک فرض سمجھتے ہیں کہ ہر مسئلہ کو defend ضرور کرنا ہے لیکن دیکھا جائے تو اس ہاؤس میں اگر پچھلے دو سالوں سے provincial issues پر بات ہوئی ہے تو سب سے زیادہ بلوچستان کے issues کو discuss کیا گیا۔ گوادر پر کافی دفعہ بحث ہوئی ہے۔ گیس کی royalty پر کافی دفعہ بحث ہوئی ہے۔ Paramilitary role پر کافی دفعہ بحث ہوئی ہے۔ بلوچستان کے federal quota کے متعلق کافی دفعہ بحث ہوئی ہے اور وہاں law and order کی deterioration کے متعلق بات ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں fishery and cantonment کے متعلق بات ہوئی ہے۔ آپ اس ہاؤس کی کارروائی اٹھائیں اور دیکھیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ یہ ہاؤس اور غالباً دوسرا ہاؤس بھی ایک debating society بن گئے ہیں۔ جناب والا! یہاں for the issue ایک طرف سے بولا جاتا ہے اور against the issue دوسری طرف سے بولا جاتا ہے اور ہم کسی بھی issue پر پچھلے تین سالوں میں logical conclusion پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ جب بلوچستان کے ان تمام issues پر یہاں بات ہوتی رہی اور اس کے متعلق اخبارات میں خبریں سامنے آتی رہیں تو ایک

concern پیدا ہوا ۔ اس پر ہمارے ایک parliamentarian ساتھی چوہدری شجاعت حسین جو stop gap arrangement کے تحت وزیر اعظم بنے تھے، انہوں نے اس ہاؤس میں آ کر 23 ستمبر کو ایک resolution پاس کیا۔ میں اس کی wording کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر کافی بحث ہوئی ۔اس وقت ہمارے کوئی Leader of the Opposition نہیں تھے لیکن ہم نے بحیثیت مجموعی opposition, interaction کیا ۔ I want to bring to the notice of all colleagues in this House that what was the idea of that Committee? جناب والا! Terms of Reference جو Leader of the House نے پیش کیں، وہ یہ تھیں۔

To examine the current situation in Balochistan and make recommendations thereon and further to make recommendations to promote inter-provincial harmony and protect the rights of provinces with a view to strengthen the Federation.

جناب والا! مجھے یاد ہے کہ ان الفاظ کو ترتیب دینے میں دو دن لگے اور اچھی خاصی discussion کے بعد یہ الفاظ طے ہوئے۔ اس دوران کئی drafts بنے ۔ ظاہر ہے کہ Government was sensitive. They wanted to be very careful to draft these Terms of Reference. تاہم ایک consensus کے ساتھ opposition اور treasury benches کے درمیان اس کمیٹی کی Terms of Reference بن گئیں ۔ ان کے متعلق اسی ہاؤس نے resolve کیا کہ this committee will submit its report within the ninety days from the date of its constitution. جناب والا! یہ کمیٹی کب بنی؟ اس ہاؤس نے 23 ستمبر کو ایک resolution پاس کیا اور 24 ستمبر کو ایک resolution نیشنل اسمبلی نے پاس کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک joint committee ہے اور اس کا ایک طریقہ کار بھی واضح ہے۔ اس سے پہلے ایک issue پر joint parliamentary committee تھی اور یہ کشمیر کے issue پر بنی تھی۔ اس کے بعد بلوچستان پر دوسری joint committee تھی۔ ہم نے اس precedent کو ایک طرف رکھا اور بجائے joint sitting کے دونوں Houses نے علیحدہ علیحدہ resolutions پاس کرکے ایک joint committee بنائی ۔ اس طرح سے joint committee

بنانے کے بارے میں ایک نیا precedent قائم ہو گیا۔ چلیں! مقصد یہ تھا کہ joint committee بنے۔ جو issue تھا، اس کے بارے میں گورنمنٹ نے ایک حد تک realise کیا۔ چوہدری شجاعت جو اس وقت وزیر اعظم تھے، انہوں نے اس کو confess کیا اور اس کی Terms of Reference بڑے clear بنے کہ کوئی issue ہے۔ جناب والا! ہم نے کب سبق سیکھنا ہے۔ یعنی ہمارے ساتھ جو 34 سال پہلے ہوا، اِس کے متعلق بھی اُس وقت انہی houses میں debates ہوتی تھیں، اگر اس وقت timely actions ہوتے تو I am sure کہ ہمیں وہ black day of December جب ہم نے آدھا پاکستان کھویا، وہ ہمیں نظر نہ آتا۔ تاہم یہ کمیٹی بن گئی اور ہمیں 90 دن کا mandate دے دیا گیا۔ اس کمیٹی نے کئی meetings کیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب اس کی کچھ meetings ہو گئیں تو 7 اکتوبر 2004 کو فیصلہ ہوا کہ اس کمیٹی کے کام کو distribute کرنے کے لئے دو sub-committees بنا دی جائیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی current situation پر بات کرے جس کے بارے میں، میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا اور ایک دوسری کمیٹی constitutional issues پر بات کرے۔ ایک کمیٹی کا چیئرمین سینیٹر مشاہدحسین کو بنایا گیا اور دوسری کا چیئرمین، جناب وسیم سجاد صاحب کو بنایا گیا۔ جناب والا! میں نے اس کمیٹی کی meetings attend کی ہیں اور میں اس کا ایک ممبر ہوں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اتنی محنت کے باوجود، اتنی input کے باوجود آج تک اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جتنا time گزرے گا یہ grievances ہوں گی۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جب پنجاب کو گالی پڑتی ہے۔ .I represent the Punjab میرے لئے بلوچستان اتنا ہی پیارا ہے جتنا مجھے پنجاب ہے۔ میرے لئے Frontier اتنا ہی پیارا ہے جتنا مجھے پنجاب ہے۔ میرے لئے سندھ اتنا ہی پیارا ہے جتنا مجھے پنجاب ہے لیکن جب آپ threatening statements دیں گے، جب آپ by actions ثابت نہیں کریں گے۔ ایک طرف آپ committees بنا رہے ہیں۔ اس میں ہم نے اپنی meetings میں confidence building measures کو identify کیا کہ حکومت کیا کرے؟ اس میں مثلاً یہ تھا کہ we should stop issuing threatening statements اوپر سے لے کر آخر تک۔ کسی قسم کی threatening statements جو political leaders ہیں یا عوام ہیں، بلوچستان کے حوالے سے نہیں ہونی

چاہیے۔ بلوچستان کی اس وقت جتنی main stream parties ہیں ان سب کو آپ dialogue میں engage کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی۔ میں نے جس طرح عرض کیا کہ it has become a debating society. I still have to see one issue on which we have deliberated in three years in this House and it has reached a logical conclusion. میں WTO کمیٹی کا ممبر تھا۔ میں اس رپورٹ کے بارے میں بھی نہیں سمجھتا کہ ہم logical conclusion کو پہنچے ہیں۔ It may be hard work. لیکن ہم نے کیا کیا؟ یہی بات جناب! بلوچستان کی بھی ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ ہر ایک ساتھی نے ایک ایک کرکے گنوائی ہے کہ کیا problems ہیں؟ جناب چیئرمین! مجھے وقت کا خیال ہے۔ Mr. Chairman, I can assure you کہ یہ جو رپورٹ ستمبر ۲۰۰۵ میں ہوئی again the issues were highlighted کہ issues ہیں کیا؟ یہ ایک دن میں نہیں ہوا۔ اس کمیٹی میں ہر قسم کے لوگوں کو سنا گیا۔ اس میں Ministries کو سنا گیا، اس میں parties کو سنا گیا، اس میں بلوچستان کی representation کو سنا گیا۔ اس میں ہر طبقہ فکر کو سنا گیا۔ یہ ایک consensus تھا۔ اس میں Opposition کے لوگ بھی تھے۔ اس میں سب بلوچی لیڈر موجود تھے۔ اس میں حکومتی نمائندے بھی تھے۔ ایک consensus تھا but I call for a rescue package which was available. اس rescue package پر اس House میں ہمیں عندیہ دیا گیا کہ ہمارے ساتھی سینیٹر مشاہد صاحب نے National Security Council میں بھی جاکر بریفنگ دی کہ جناب ہماری کمیٹی جو current situation پر بات کر رہی ہے اس نے یہ یہ issues indentify کئے ہیں۔ وہ issues جس طرح ہم نے عرض کیا ایک دن کی بات نہیں۔ it was a hard work of almost year and a half. لیکن جناب چیئرمین! recommendations موجود ہیں۔ میں آج بھی guarantee کرتا ہوں کہ اگر ہم threatening statements بند کر دیں، اگر یہ حکومت ان کو dialogue میں engage کرے، اگر یہ حکومت، جو لیڈر شپ ہے بلوچستان کی یا ان دونوں ایوانوں میں جو ان کے پارلیمانی لیڈرز ہیں ان سے بات کریں۔ یہی کمیٹی جس کی رپورٹ اس House میں پیش ہو چکی ہے ستمبر ۲۰۰۵ میں اور جس کی recommendations are very clear. جناب! اس میں آپ NFC award دیکھ لیں یہ کمیٹی

نے recommend کیا ہے۔ جناب! population کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے۔ Development in Balochistan, the big area of Balochistan, the population of Balochistan it has to be complex formula. It is only then, it will be acceptable to Balochistan, Frontier and Sindh. جناب! NFC award کو finalize کرنے میں ہمیں کیا مسئلہ ہے؟ میں کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کر رہا۔ ابھی ہم نے دو دن پہلے سنا کہ جنرل مشرف صاحب فرماتے ہیں کہ اب NFC award کا اعلان ہم کالا باغ ڈیم کے ساتھ کریں گے۔ جناب چیئرمین! کیا ضرورت ہے؟ NFC is a Constitutional obligation. یہ میری یا جنرل مشرف کی صوابدید پر نہیں ہے۔ It is an obligation of somebody and that somebody is Finance Minister of Pakistan with the other members of the committee which has already identified in the Constitution of Pakistan. یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم بار بار اپنی غلطیاں دہراتے ہیں۔ جناب! ۱۷ سال کے بعد یعنی ۳۴ سال پہلے ہم نے آدھا پاکستان کھویا تھا۔ ۱۷ سال کے بعد ۱۹۹۱ء میں NFC award finalize ہوا اور وہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے finalize کیا۔ اس میں کئی لوگ ادہر بیٹھے ہیں جو اس وقت ہمارے ساتھ موجود تھے۔ اس کے بعد it was due in 1996, it was again finalized in 1997 in PML (N) Government. میں اس کا کریڈٹ نہیں لینا چاہتا لیکن it was again due for revision in 2002. We got 2002 Budget without NFC award, we got 2003 Budget without NFC award, we got 2004 Budget without NFC award and we got 2005 Budget without NFC award. ہم چھوٹے صوبوں کو کیا message دے رہے ہیں؟ پنجاب کو پنجاب کے against views یا voice جو اس وقت اٹھ رہے ہیں اس کے ذمہ دار بھی حکمران ہیں۔ ان کی اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہمیں تکلیف ہوتی ہے لیکن میں ان کو blame نہیں کرتا۔ اگر آپ NFC award نہیں دیں گے تو یہی کریں گے۔ جب ملک میں ایک consensus ہو چکا ہے کہ این ایف سی ایوارڈ اگلا population based نہیں ہوگا تو پھر جناب ہم کیوں اس کو دوسرے issues کے ساتھ link کر رہے ہیں۔ اس کو جلدی سے جلدی آپ announce کریں تاکہ ان کی کوئی تسلی تشفی ہو۔

ان کو کوئی نظر آئے کہ اب ہمیں X billion نہیں ہمیں X plus پانچ یا چھ یا دس بلین extra ملیں گے۔

جناب چیئرمین! اس مسئلے کا حل ہے لیکن مجھے نہیں معلوم کہ جو corridors of power میں جو Advisors ہیں، جو حکومت ہے، وہ کیا چاہتی ہے؟ کیا وہ international agenda پر خود کام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزائم کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیں جو کہ west کا international agenda کہتا ہے کہ 2012 میں پاکستان اس طرح دنیا کے map پر نہیں ہوگا ۔ We are moving towards that direction and the blame goes to the government whether they are doing it innocently or whether they are being trapped. یہی ہوا تھا ہمارے ساتھ مشرقی پاکستان میں۔ اس وقت اسی طرح باتیں ہوتی تھیں۔ ایسٹ پاکستان کہتا تھا کہ ویسٹ پاکستان ہمیں لوٹ گیاہے، یہ ہوگیا ہے، وہ ہوگیا ہے اور end میں ہم نے کیا کیا؛ ہم نے کہا نہیں جی ہم اس کو ڈنڈے سے روکیں گے۔ جناب یہ وقت ڈنڈا نہیں چاہتا، نہ پہلے چاہتا تھا اور نہ اب ڈنڈے سے کر سکتے ہیں۔ It is an issue which must be taken as a national issue. تمام پارٹیوں کو متحد ہو کر اس کو حل کرنا چاہیے اور اس کا جیسے میں نے عرض کیا کہ we have wasted the entire effort of one and a half year جو اس کمیٹی نے کام کیا ۔ I am sure Wasim Sajjad Sahib should be ready with the Constitutional Committee and I have studied, I was not member of the Constitutional Committee, we have identified 90% of the items from the Concurrent List. What is the problem? Concurrent List is another big issue which the smaller provinces have been saying کہ جی اس کو آپ hand over کریں ۔ There was a time limit, time limit has already expired once, twice, three time. خدا کے لئے let us solve it اور ہم نے بحث کی ہے as a Pakistani openly discuss کیا ہے without being whether by-partisan discussion ہوئی ہے۔ اس میں 90% items identified ہیں یعنی Concurrent List میں چھوٹی چھوٹی چیزیں رکھی ہوئی ہیں which can easily be shifted without

آپ causing any problem for the Federation or the Federal Government.
اس کو ایک message دیں۔ آپ این ایف سی ایوارڈ کو ان کی خواہشات کے مطابق حل
کریں ۔ آپ یہ threatening statements بند کریں۔ آپ اس Concurrent List کو جو
harmony ہے اس کو آپ صوبوں کو transfer کریں۔ جناب! آپ دیکھیں گے maximum
ہو جائے گی۔ جناب! کسی کو حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ Unfortunately جیسے رضا
ربانی صاحب نے کہا کہ وہ جذبات میں ظاہر ہے کہ emotionalism میں one just get
detracked وہی ہو رہا ہے کہ کچھ کسی وقت ہماری طرف سے ہو جاتا ہے کسی وقت ادھر سے
ہو جاتا ہے ۔ خدا کے لئے it is a national issue, for heavens, sake, it will be the
most, I would say discredited action of this House if we do not make sure
کہ یہ جو رپورٹ ہم نے بنائی ہے اتنی محنت کے ساتھ اس پر اگر عمل نہیں ہوتا ۔ اس پر آپ
جناب عمل کریں I guarantee you یہی لوگ یہاں بیٹھ کر تعریفیں کریں گے ۔ یہی لوگ
acknowledge کریں گے کہ ہمارا پاکستان ہے ۔ جناب! force سے کچھ نہیں ہوگا you
can't keep anybody these days by force اور آپ you have to show the
actions and actions are.... I would not go into details. The report of this
Committee is already on record اور میری گزارش یہ ہے کہ حکومت کو جو لوگ یہاں
represent کر رہے ہیں یا جو منسٹر صاحبان ہیں please they should make sure, they
should use their best endeavours to convince whether it is General
Musharraf or whether it is Government obviously it is a one man show,
we all know the decision has to come form one person. Sir, for heavens,
sake make him realise that if we need to sovereignty intact, if we need
keep our federation intact, if we need to keep Balochees happy, if we
need to keep فرنٹیئر کے لوگوں کو خوش ، if we need to keep سندھ کے لوگوں کو
خوش، پنجاب کو تو چھوڑیں۔ آپ اگر یہ سب چاہتے ہیں تو خدا کے لئے redress their
grievances and it is very easy. It is doable, I repeat it is doable. It is very

easy, it is only a matter of commitment to solve this issue and not start threatening and use of force. Thank you Mr. Chairman.

سینیٹر محمد عباس کمیلی ، جناب مجھے آپ نے قطعاً وقت نہیں دیا۔ ڈار صاحب میرے دوست ہیں میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن انہوں نے مجھ سے تقریباً double time لیا لیکن آپ نے مجھے چار بار interrupt کیا۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، پارلیمانی لیڈرز کے لئے agreed time کے مطابق وقت دیا گیا ہے and I think he has concluded very promptly. میرے خیال سے اسحاق ڈار صاحب نے پورا تعاون کیا ہے ۔وسیم سجاد صاحب آپ carry on کرنا چاہیں گے یا کل پر رکھیں۔

سینیٹر وسیم سجاد ، آج apart from the speeches by Raza Rabbani and باقی the Minister debate conclude کردیا جائے no other speaker will be allowed to speak tomorrow except the----------

ایک معزز رکن ، سعدیہ عباسی صاحبہ نے بھی بولنا ہے ۔

سینیٹر وسیم سجاد، اچھا تو یہ ابھی بول لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے ۔ سعدیہ عباسی صاحبہ ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی ، Thank you Mr. Chairman. جناب والا! میں نے اپنا نام آخر میں لکھوایا تھا ، میرا نام فہرست میں نہیں تھا تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے اور تقریر کرنے کی میری وجہ بھی یہی ہے کہ میں اپنے بلوچ ساتھیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کروں۔

جناب چیرمین! آج سے تین سال پہلے جب یہ سیشن شروع ہوا اور یہ بات کہتے ہوئے مجھے شرمندگی بھی ہوئی کہ مجھے بلوچستان کے حالات کے بارے میں اتنی واقفیت نہیں تھی جتناکہ ان دوستوں نے ہمیں سمجھایا اور بتایا۔ اس وقت یہ تجویز کیا گیا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو بلوچستان کے حالات کو دیکھے، کمیٹی نے تو خیر کیا کیا یا نہیں کیا وہ تین سال کی اب ایک تاریخ

بن چکی ہے لیکن آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس ایوان کے تین سال گزرنے کے بعد آج ہم بحث کر رہے ہیں کہ بلوچستان میں military operation ہو رہا ہے ۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے اپنی تاریخ سے کچھ بھی نہیں سیکھا۔ ابھی کچھ دن پہلے مجھے، سینیٹر امان اللہ کنرانی صاحب اور چیئرمین سینیٹ کو انڈیا جانے کا اتفاق ہوا۔ جس دن کنرانی صاحب انڈیا پہنچے تو ان کی گاڑی ٹریفک میں پھنس گئی اور وہ کوئی ایک گھنٹہ ٹریفک میں کھڑی رہی۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں جو جلوس گزر رہا تھا وہ پاکستان کے ٹوٹنے کا جشن منا رہا تھا۔ شاید وہ دن تھا جس دن پاکستان ٹوٹا تھا، یہ ہماری تاریخ ہے اور جب ہم انڈیا میں تھے تو ہندوستان ٹائمز میں ایک آرٹیکل چھپا اور اس میں جو کچھ پاکستان کے بارے میں لکھا گیا، جو زہر گھولا گیا اس کو پڑھ کر انسان کو افسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہم تعلقات بڑھانا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ ہم دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہتے ہیں اور اپنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے، اپنے لوگوں کے خلاف ملٹری آپریشن کیا جا رہا ہے، اپنے لوگوں کے خلاف پاکستان ائرفورس استعمال کی جا رہی ہے۔ اس بات کا افسوس ہے کہ ہماری ملٹری کو ہمارے لوگوں کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہاں بات بلوچیوں یا سندھیوں کی ہوتی ہے، جہاں تک میرا اپنا ذاتی نظریہ ہے کہ نہ کوئی بلوچی ہے نہ سندھی ہے، ہم سب پاکستانی ہیں۔ یہ جو تھوڑا بہت ملک رہ گیا ہے ہمیں چاہیے کہ اس کو جوڑ کر رکھیں ۔ اس ملک جیسا کوئی ملک نہیں ہے اور نہ ہی کبھی حاصل ہو سکتا ہے اور اسی زمانے میں ایک یوگوسلاویہ سے کئی ملک نکلے تو اگر یہی حالات رہے تو کل بلوچستان بھی علیحدہ ہو گا اور سندھ بھی علیحدہ ہو گا۔

پاکستان میں اتنا بڑا زلزلہ آیا، اتنی بڑی آفت آئی اور اس کا اگر کوئی positive پہلو تھا تو وہ یہ تھا کہ اس نے سارے پاکستان کو یکجا کیا۔ پاکستان کی ساری سیاسی جماعتوں نے ایک پلیٹ فارم پر کہا کہ کشمیری بھائیوں اور صوبہ سرحد کے بھائیوں کی مدد کی جائے اور وہ جو ایک اظہار یکجہتی تھا اس کو پچھلے دو ہفتوں کے حالات نے بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے، اس سوچی سمجھی سازش کے تحت ملک کے حالات بگاڑے جا رہے ہیں۔ یہ چیز gradually ہوتی ہے ایک دن میں نہیں ہوتی اور مشرقی پاکستان کی تاریخ ہم سب کے سامنے ہے۔ اب تین سال گزر چکے ہیں، تین سالوں میں ہمارا نصف ایوان ریٹائر ہو جائے گا لیکن اس میں ہم نے کیا سیکھا ہے، ہم صرف ایک چیز achieve کر سکتے ہیں اور وہ پاکستان کی solidarity

ہے۔ ہم اس عزم کا اظہار کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی solidarity ہم سب کے لیے عزیز ہے۔ بلوچستان کے عوام جو کہتے ہیں، بالکل ٹھیک کہتے ہیں، مجھے بھی پچھلے سال زندگی میں پہلی دفعہ سرور کاکڑ صاحب کی دعوت پر کوئٹہ جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں کی بدحالی کو دیکھ کر میں دنگ رہ گئی۔ اسلام آباد میں جتنی بتیاں جلتی ہیں اتنی بتیاں سارے بلوچستان میں نہیں جلتیں۔ ایک ایسا صوبہ جو ہمیں گیس دیتا ہے، جو ہر قسم کے معدنی ذخائر سے بھرا ہوا ہے اور اس کی یہ حالت ہو، اس چیز کا افسوس ہوتا ہے۔ اگر وہ شور کرتے ہیں تو بالکل جائز شور کرتے ہیں اور کسی چیز کا حل بھی طاقت نہیں ہے۔ یہ وقت ہے کہ بلوچستان کے جو حقیقی رہنما ہیں ان کے ساتھ بیٹھا جائے اور بات چیت کی جائے اور اس چیز کا ایک حل نکالا جائے بجائے اس کے کہ ان پر بمباری کی جائے۔ اس ایوان سے میری یہی درخواست ہوگی کہ ہم ایک unanimous resolution pass کریں کہ بلوچستان میں فوجی آپریشن فوری طور پر بند کیا جائے اور ایک political راہ نکالی جائے۔ شکریہ۔

سینیٹر وسیم سجاد : ایوان کی دونوں جانب سے جو سینیٹرز حضرات بولنا چاہتے تھے انہوں نے تقریباً اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اب پونے نو بج چکے ہیں تو میری تجویز یہ ہوگی۔ پری گل آغا صاحبہ بولنا چاہ رہی ہیں ان کو بھی آج ہی موقع دے دیا جائے۔ کل یہ ہوگا کہ پھر اور کوئی تقریر نہیں ہوگی سوائے رضا ربانی صاحب کے، منسٹر صاحب کے اور اگر مجھے اجازت دیں گے تو پانچ منٹ میں لوں گا۔ میں بلوچستان کمیٹی کے بارے میں کچھ باتیں کروں گا اور باقی کوئی تقریر نہیں ہوگی۔ We can finish it within one hour tomorrow تو آج پری گل آغا صاحبہ کو بول لینے دیں۔

Mr. Presiding Officer: I think, it is fine.

سینیٹر آغا پری گل، آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین صاحب! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان کے لیے یہ ٹائم مخصوص کیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ سب سے پہلے پاکستان، اس کے بعد بلوچستان پھر سندھ یا فرنٹیئر۔ جناب! تین سال سے ہم لوگ بلوچستان یا پنجاب یا سرحد کے بارے میں بولتے رہے۔ آپ کو

معلوم ہے کہ ہمارے President of Pakistan, General Pervez Musharraf یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام صوبے ترقی کریں، پاکستان ترقی کرے اور خاص طور پر ان کی توجہ بلوچستان کی طرف ہے اور اکثر دوست یہی چاہتے ہیں کہ بلوچستان ترقی کرے۔

جناب! ہمارے مسئلے مسائل تازہ نہیں ہیں یہ صدیوں سے ہیں۔ یہ پسماندگی اور رونا دھونا صدیوں کا ہے، یہ آج کا رونا دھونا نہیں ہے کیونکہ ہمارے ساتھ جو زیادتی کی گئی ہے وہ پرانے لوگوں نے کی ہے۔ وہ آتے گئے اور نعرے لگاتے گئے اور دھوکا دیتے گئے۔ جناب! اتنے پرانے مسئلے تین سال میں کیسے حل ہوں گے؟ جناب! بلوچستان میں ایک قوم نہیں بستی وہاں پر بلوچ بھی ہیں، پٹھان بھی ہیں، پنجابی بھی ہیں۔ وہ ایک دریا دل صوبہ ہے اور بہت بڑے دل والا صوبہ ہے اور وہ سب کا صوبہ ہے۔ وہ ہم سب کی ماں ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ مگر ایک بات اور بھی میں کہنا چاہتی ہوں کہ افسوس کی بات ہے کہ President Sahib اس وقت بلوچستان کے مہمان تھے، وہ بلوچستان کے عوام کے لیے گئے تھے، بلوچستان کے ترقیاتی پروگرام کے لیے گئے تھے، اتنا بڑا package انہوں نے بلوچستان کے عوام کو دیا ہے جو اس سے پہلے کبھی ہمیں نصیب نہیں ہوا۔ میں کہتی ہوں کہ اتنے زیادہ شیل جو وہاں گرے ہیں یہ بلوچستان کے عوام نے نہیں کیا ہو گا کیونکہ بلوچستان کے لوگ بڑے غیرت مند ہیں۔ وہ کبھی بھی اپنے مہمان پر وار نہیں کرتے، یہ ان کا اصول ہے۔ اگر ان کے گھر میں دشمن بھی آ جائے تو دشمن کو وہ معاف کرتے ہیں یہ تو President of Pakistan تھے، وہ کیسے اتنا بڑا حملہ کر سکتے ہیں؟ جناب! یقین کریں کہ وہاں کچھ ایسے عناصر ہوں گے جو بلوچستان کی ترقی نہیں دیکھنا چاہتے ۔وہ نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے بچے ترقی کریں، بلوچستان کے نوجوان روزگار پر لگیں۔ مگر یہ میں آپ کو بتا دوں کہ یہ بلوچستان کے بلوچیوں یا پٹھانوں کی سازش نہیں تھی یہ ضرور کسی ایسے بندے کی ہے جو بلوچستان یا پاکستان کا دوست نہیں ہو گا۔ وہ President کا بھی دوست نہیں ہو گا، بلوچستان کے عوام کا بھی دوست نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں تقریریں کافی سنتی رہی ہوں۔ کوئی کہتا ہے بد بخت بلوچستان ہے، کوئی کہتا ہے جل گیا بلوچستان، میں حیران ہوں کہ یہ اپنی ماں کے بارے میں ایسے کہتے رہتے ہیں اور اپنے صوبے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ مر گیا، جل گیا، خاک ہو گیا۔ یہ دو سال سے کہتے کہتے

آخر دیکھیں انجام کیا ہو رہا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ بلوچستان کا کوئی بندہ اس دہشتگردی میں involve نہیں ہے۔ اس دہشتگردی میں اگر involve ہے تو وہ کوئی دوسرا ہے جو پاکستان کا بھی دشمن ہے، بلوچستان کا بھی دشمن ہے اور بلوچستان کے عوام کا بھی دشمن ہے۔ وہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ یہ ترقی کرے اور اسی طرح یہ آگے بڑھیں گے تو وہاں پر پھر لوگ مقابلے میں آجائیں گے تو کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ نہیں چاہتے کہ غریب لوگ مقابلے میں آئیں۔

جناب چیئرمین! ظاہر ہے مجھے بھی دکھ ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ناانصافی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ سڑکوں کی حالات اتنی خستہ ہے، اتنا برا حال ہے۔ یہاں پر ہم موٹروے پر سفر کرتے ہیں، وہاں پر موٹروے تو کیا میرا خیال ہے "سائیکل وے" بھی نہیں ہے۔ ایسے ٹوٹے پھوٹے ہمارے علاقے ہیں۔ یہ میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ بھئی ہم یہ کریں گے، وہ کریں گے۔ آج تک کسی بھی حکومت نے وہاں پر توجہ نہیں دی۔ جب اتنی خستہ حالت ہے وہاں کی، لوگ اتنے برباد ہیں، وہاں پر بیروزگاری اتنی زیادہ ہے اور وہاں پر سہولت ہی نہیں ہے تو ظاہر ہے لوگ شور تو کریں گے۔ آپ سوچیں کہ لوگ تو شور کریں گے اور ان کا شور بھی جائز ہے۔ مگر یہ ہے کہ ناجائز شور نہ کریں اور اپنے پاکستان کو پاکستان سمجھیں۔ پاکستان ہماری جان ہے۔ پاکستان کو خدانخواستہ اگر کچھ ہوگیا تو پھر یہ صوبے کہاں رہیں گے۔ میں کہتی ہوں کہ پاکستان ہے تو صوبے ہیں اور صوبے ہیں تو پاکستان ہے۔ میں اپنے Opposition والوں سے بھی یہ درخواست کروں گی کہ بھئی خدا کے واسطے، آپ میرے بھائی ہیں، آپ میرے colleague ہیں، کیونکہ یہ بلوچستان سب کا ہے، آپ کا ہے، ہم سب کا ہے، مگر ایک دوسرے کے پیچھے اس طرح نہ پڑو۔ ہمیں بہت پیار سے ان سے کام لینا ہے کیونکہ اتنی صدیوں سے ہمیں دھوکا دیا جا رہا ہے۔ نعرے لگائے، روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ آیا، ملک سنوارو قرض اتارو کا نعرہ آیا، سب چلے گئے مگر ایک پرویز مشرف ہے۔ میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں، مجھے کسی سے ڈر ور نہیں ہے کہ میں ڈروں گی۔ میں ڈرتی ہوں تو صرف اللہ سے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ فوجی ہے۔ ارے یہ فوجی نے اتنا کام کیا ہے میرا خیال ہے شاید جتنے بھی leaders آئے انہوں نے خاک بھی نہیں کیا وہاں پر۔ آپ یقین کریں کہ تین سال میں انہوں نے وہ کام کیا ہے جو تیس سالوں میں نہیں ہوا۔ ہم نمک حرام نہیں ہیں کہ ہمارے صوبے میں کام ہو اور ہم کہیں کہ

کچھ نہیں ہوا۔ وردی والوں نے یہ کیا' وردی والوں نے وہ کیا۔ ارے یہ وردی والا تو وہ وردی والا ہے ہی نہیں جو پہلے وردی والے ظلم کرتے رہے تم پر۔ اس وقت کہاں تھے یہ لوگ' یہ لوگ کیوں نہیں بولتے تھے جب اتنا بڑا مارشل لاء لگا' کوڑے پڑے۔ یہ وردی والا تو اتنا پرخلوص وردی والا ہے کہ اس پر اتنا بڑا حملہ بھی ہوا لیکن اس کی شرافت دیکھو کہ اس نے کچھ نہیں کہا' ورنہ اگر کوئی اور ہوتا تو اسی وقت مارشل لاء لگتا۔ کیا سے کیا ہوجاتا ملک میں۔ مگر اس کے صبر کا پیمانہ دیکھیں کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔ میں اس لیے اپنے بھائیوں سے یہ درخواست کروں گی کہ زیادہ طیش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم زیادہ طیش میں آئیں گے تو وہی بیس سال پرانے ہمارے حالات ہوں گے۔ اگر ایک بندہ ہمارے لیے کام کرتا ہے تو اس کو کرنے دو۔ اگر ایک ترقیاتی package وہاں پر آپ کے لیے شروع کر رہے ہیں تو کرنے دیں۔ آپ کے لیے سکول بنے گا' آپ ترقی کریں گے' پاکستان ترقی کرے گا۔

میں اپنے بھائیوں سے ایک درخواست کروں گی کہ کبھی بھی آپ لوگ یہ پنجابی' بلوچی' سندھی جیسے point استعمال نہیں کریں گے۔ یہ جو point ہے یہ پورے پاکستانیوں کے لیے ایک برا point ہے۔ وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ ہمارے نمائندے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپس میں لڑ رہے ہیں' کوئی کہتا ہے کہ میں پٹھان ہوں تو کوئی کہتا ہے کہ میں بلوچی ہوں تو کوئی کہتا ہے کہ میں پنجابی ہوں۔ مگر یہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے کہوں گی کہ کیا کبھی آپ لوگوں نے سنا ہے اس ہاؤس میں کسی نے کہا ہو کہ میں سندھی ہوں یا پنجابی ہوں۔ صرف یہ ہماری ہی لڑائی ہے کہ ایک کہتا ہے کہ میں بلوچ ہوں اور ایک کہتا ہے میں پٹھان ہوں۔ خدا کے لیے اس کو ختم کریں۔ آپ پاکستانی ہیں' آپ بلوچستان کے نمائندے ہیں' ہمارے بلوچستان کی مہمان نوازی بہت مشہور ہے' آپ اس مہمان نوازی پر قائم رہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ یہ point اٹھائیں کہ صدر صاحب بلوچستان آئے تو وہاں پر ان پرحملہ ہوا اور یہ بہت غلط ہوا کیونکہ یہ بلوچی روایات کے مطابق نہیں ہے۔ بلوچ قوم کبھی بھی یہ پسند نہیں کرتی۔ اس کے گھر میں اگر دشمن بھی آئے تب بھی وہ اس کو معاف کرتا ہے۔ یہ تو ہمارا اپنا دوست ہے' صدر پاکستان تھے' پاکستان کی عزت ہیں۔

آخر میں' میں پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور پاکستان کے لیے دعا کرتی ہوں اور اللہ

کرے ان کو بھی ذرا عقل آجائے کہ دوبارہ یہ جب بھی بات کریں تو پاکستان کی بات کریں، بلوچستان کی بات کریں۔ بلوچستان سب کا ہے۔ آپ کا بھی ہے، ہم سب کا ہے۔ پاکستان آپ کا بھی ہے اور ہم سب کا بھی ہے۔ اللہ آپ کو بھی سلامت رکھے۔ پاکستان سلامت ہے تو ہم بھی سلامت ہیں۔ آج ہم سینیٹ میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عورتوں کو ٹکٹ کی پرواہ ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے پاکستان کی پرواہ ہے۔ مجھے اور کسی کی پروا نہیں ہے۔ میں پاکستانی ہوں اور پھر بعد میں نمبر دو پر میں بلوچستان کی ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ہے تو آپ ہیں۔ اگر پاکستان نہیں ہے تو نہ بلوچی ہے، نہ سندھی ہے، نہ پٹھان ہے، نہ پنجابی ہے، ہم صرف پاکستان کے لیے دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاکستان کو سلامت رکھے۔ اگر وہ سلامت ہے تو آپ سلامت ہیں، اگر آپ سلامت ہیں تو پھر سینیٹ سلامت ہے اور اسی پرویز مشرف کی وجہ سے، LFO کی وجہ سے ہم تمام سینیٹ کے ممبر ہیں ورنہ پتا نہیں کہاں دھکے کھا رہے ہوتے، کن جیلوں میں ہوتے اور کس جگہ پر ہوتے۔ آخر میں میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ ان کو نیک ہدایت دے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ میرا خیال ہے، we don't have speakers any more.

Senator Wasim Sajjad: Chair's ruling will be that apart from the speeches by the Leader of the Opposition, the Minister and me if you give me time for about five minutes, no other speeches tomorrow. Sir, I think, that should be very clear.

آج آپ ruling دے دیں کہ جو بھی غیر حاضر ہیں یا جو بھی ہے، کوئی اور تقاریر نہیں ہوں گی سوائے رضا صاحب کے، وزیر صاحب کے اور مجھے پانچ منٹ چاہیئے ہوں گے۔

Mr. Presiding Officer: There will be no more speeches tomorrow other than the Leaders and the Minister. So, the House stands adjourned to meet tomorrow at 3.30 P.M..

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday 27th December, 2005 at 3.30 PM.]